نام کتاب : قربانی'احکام ومسائل

تالیف : مولانا مفتی حافظ سید ضیاء الدین نقشبندی قادری، نائب شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ وبانی ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر

طبع اول : ذی الحجہ 1431ھ،م نومبر 2010ء

تعداد اشاعت : ایک ہزار(1000)

قیمت : 20روپئے

ناشر : ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر'مصری گنج،حیدرآباددکن

فون نمبر:040-24469996

کمپوزنگ : ابوالبرکات کمپیوٹر سنٹر'مصری گنج،حیدرآباددکن

ملنے کے پتے :
- ☆جامعہ نظامیہ حیدرآباددکن
- ☆ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر'حیدرآباد
- ☆دکن ٹریڈرس،مغل پورہ،حیدرآباد
- ☆عرشی کتاب گھر،میرعالم منڈی،حیدرآباد
- ☆ہدیٰ بک ڈسٹر بیوٹرس،پرانی حویلی،حیدرآباد
- ☆ مکتبہ رفاہ عام،گلبرگہ شریف
- ☆ ہاشمی محبوب کتب خانہ تعظیم ترک مسجد،بیجاپور
- ☆ دیگرتاجران کتب،شہرومضافات

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی حبیبہ سید الانبیاء والمرسلین وعلی الہ الطیبین الطاھرین واصحابہ الاکرمین الافضلین ومن احبھم وتبعھم باحسان الی یوم الدین اجمعین امابعد!

عشرۂ ذی الحجہ کے فضائل واحکام

اللہ تعالی نے ذی الحجہ کی ابتدائی دس راتوں کی عظمت وشان ظاہر کرتے ہوئے سورۃ الفجر میں اس کی قسم ذکرفرمائی ہے:وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ . ترجمہ:قسم ہے صبح کی اور دس راتوں کی؛ اور قسم ہے جفت کی اور طاق کی۔(سورۃ الفجر۔1‘2‘3)

دس راتوں سے مرادکونسی راتیں ہیں اس کی وضاحت وتفسیر حدیث پاک میں وارد ہے: عن جابر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان العشر عشر الاضحی والوتر یوم عرفۃ والشفع یوم النحر . ترجمہ:سیدنا جابر رضی اللہ عنہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں؛ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: دس راتوں سے مراد ذی الحجہ کی دس راتیں ہیں، وتر سے مرادنویں ذی الحجہ عرفہ کادن ہے اورشفع سے مراد دسویں ذی الحجہ یوم النحر ہے۔(مسند احمد،مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما،حدیث نمبر: 14885)

عشرۂ ذی الحجہ میں عبادت سے متعلق جامع ترمذی شریف میں حضورصلی اللہ علیہ والہ وسلم کاارشادمبارک ہے:عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال:

مامن أیام أحب الی اللہ أن یتعبدلہ فیھا من عشر ذی الحجۃ یعدل صیام کل یوم منھاصیام سنۃ وقیام کل لیلۃ منھا بقیام لیلۃ القدر .

ترجمہ: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے؛ وہ حضورصلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں؛ آپ نے ارشادفرمایا: ذی الحجہ کے ابتدائی دس دنوں میں کی جانے والی عبادت اللہ کی بارگاہ میں دوسرے دنوں میں کی جانے والی عبادت سے زیادہ محبوب وپسندیدہ ہے،اس میں ایک دن کاروزہ سال بھرکے روزوں کے برابراجروثواب رکھتاہے اوراس کی ایک رات کا قیام شب قدرمیں عبادت کرنے کے برابراجروثواب رکھتا ہے۔(جامع ترمذی شریف ،ابواب الصوم ،باب ماجاء فی العمل فی ایام العشر ، ج1،ص158،حدیث نمبر:763)

نیزصحیح بخاری شریف میں حدیث پاک ہے:عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال ماالعمل فی ایام العشر افضل من العمل فی ھذہ . قالوا ولا الجھاد ؟ قال ولا الجھاد الا رجل خرج یخاطر بنفسہ ومالہ فلم یرجع بشیء . ترجمہ:سیدناعبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: کوئی عمل ایسانہیں جوان دنوں کے عمل سے افضل ہو،صحابہ کرام نے عرض کیا: اور جہاد؟ فرمایا: جہادبھی نہیں،سوائے اس مجاہد شخص کے جواپنی جان اوراپنے مال کوخطرہ میں ڈال کر دشمن سے مقابلہ کرے اورکچھ لے کر واپس نہ لوٹے۔(صحیح بخاری ،کتاب العیدین ، باب فضل العمل فی ایام التشریق،حدیث نمبر:926)

شعب الایمان میں روایت ہے: حدثنی ھارون بن موسی قال

سمعت الحسن يحدث عن انس قال كان يقال فى أيام العشر بكل يوم ألف ، ويوم عرفة عشرة آلاف يوم . ترجمہ:حضرت ہارون بن موسیٰ بیان کرتے ہیں، میں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے سنا وہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: عشرہ ذی الحجہ کا ہر دن،ثواب میں ایک ہزار(1000) دن کے برابر ہے اورعرفہ کا دن،دس ہزار(10,000)دنوں کے برابر شان وفضیلت رکھتا ہے۔
(شعب الایمان للبیہقی،تخصیص یوم عرفۃ بالذکر،حدیث نمبر:3607)

نیز حضرت پیران پیر غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے الغنیۃ لطالبی طریق الحق میں روایت نقل کی ہے:عن عائشة رضى الله عنها ،عن النبى صلى الله عليه وسلم أنه قال : من أحياليلة من ليالى عشر ذى الحجة فكأنما عبدالله عبادة من حج واعتمر طول سنته ، ومن صام فيها يوما فكأنما عبدالله تعالى سائر سنته. ترجمہ:جو عشرۂ ذی الحجہ کی کسی رات عبادت کرے گویا وہ اس سال حج اور سال بھر عمرہ کرنے والے کے برابر عبادت کرنے والا قرار پائیگا اور جو شخص ان دس دنوں میں کسی دن روزہ رکھے تو گویا اس نے سال بھر اللہ تعالی کی عبادت کی ۔(الغنیۃ لطالبی طریق الحق،فصل فی الصلاۃ الواردۃ فی ایام العشر ،ج2،ص25)

اس عشرہ میں اطاعت وفرمانبرداری‘ عبادت وبندگی کی تاکید وارد ہے: الغنیۃ لطالبی طریق الحق،ج2،فصل فی الصلاۃ الواردۃ فی ایام العشر ،ص25 میں ایک اور حدیث شریف مروی ہے،حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:اذا دخل عشر ذى الحجة فجدوا فى الطاعة،فانها أيام فضلها الله تعالى وجعل حرمة ليلها كحرمة نهارها. ترجمہ:جب عشرۂ ذی الحجہ شروع ہوجائے تو عبادت

واطاعت کا خوب اہتمام کرو کیونکہ یہ وہ ایام ہیں جنہیں اللہ تعالی نے فضیلت وبرتری عطا فرمائی ہے اوران کی رات کو بھی دن کی طرح عظمت وتقدس والی بنایا ہے۔

عشرۂ ذی الحجہ میں چند خصوصی اعمال رکھے گئے ہیں جو باعث اجروثواب اورقرب الٰہی کا ذریعہ ہیں:

(1) ان مبارک دنوں میں چونکہ حج کے اعمال انجام دئے جاتے ہیں،حجاج کرام احرام کی حالت میں ہوتے ہیں،اس لئے ان سے ایک قسم کی مشابہت اختیار کرتے ہوئے بطور خاص قربانی کرنے والوں کے لیے مستحب ہے کہ یکم ذی الحجہ سے قربانی کا جانور ذبح کرنے تک ناخن تراشنے اور بال کترنے سے اجتناب کریں،حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ایام میں ناخن تراشنے اور بال کترنے سے منع فرمایا‘ چنانچہ صحیح مسلم شریف میں حدیث پاک ہے:عن عمر بن مسلم بن عمار بن أكيمة الليثى قال سمعت سعيد بن المسيب يقول سمعت أم سلمة زوج النبى صلى الله عليه وسلم تقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من كان له ذبح يذبحه فإذا أهل هلال ذى الحجة فلا يأخذن من شعره ولا من أظفاره شيئا حتى يضحى . ترجمہ:حضرت عمر بن مسلم بن عمار بن اکیمہ لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ سے سنا،وہ فرماتے ہیں: میں نے ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو فرماتے ہوئے سنا: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کے پاس ذبح کرنے کے لیے جانور ہو وہ جب ماہ ذی الحجہ کا چاند دیکھے اپنے بال نہ نکالے اورنہ ناخن تراشے! یہاں تک کہ قربانی کرلے۔
(صحیح مسلم شریف ج2،کتاب الاضاحی،باب نهى من دخل عليه عشر

ذی الحجة وھو مرید التضحیۃان یاخذ من شعرہ ولامن اظفارہ شیئا، ص160،حدیث نمبر:5236)

(2) نویں ذی الحجہ کی فجر سے تیرھویں کی عصر تک ہر فرض نماز کی باجماعت ادائیگی کے بعد اہل اسلام خواتین وحضرات تکبیر تشریق کا ضرور اہتمام کریں۔

جیسا کہ فتاوی عالمگیری میں ہے:وأما وقتہ فأولہ عقیب صلاۃ الفجر من یوم عرفۃ وآخرہ فی قول أبی یوسف ومحمد رحمھما اللہ تعالی عقیب صلاۃ العصر من آخر أیام التشریق ، ھکذا فی التبیین ، والفتوی والعمل فی عامۃ الأمصار وکافۃ الأعصار علی قولھما ، کذا فی الزاھدی. (فتاوی عالمگیری، ج1، کتاب الصلوۃ، تکبیرات أیام التشریق،ص152)

❁ تکبیر تشریق ❁

تکبیر تشریق کا ایک مرتبہ کہنا واجب اور تین مرتبہ کہنا افضل ہے، تکبیر تشریق یہ ہے: اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْد .

(3) ذی الحجہ کے ابتدائی دنوں میں روزوں کا اہتمام کریں، کم از کم نویں ذی الحجہ (یوم عرفہ) کا روزہ رکھیں جو مسنون اور بڑی فضیلت کا حامل ہے۔

چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے: ثلاث من کل شھر ورمضان الی رمضان فھذا صیام الدھر کلہ صیام یوم عرفۃ احتسب علی اللہ ان یکفرالسنۃ التی قبلہ والسنۃ التی بعدہ وصیام یوم عاشوراء احتسب علی اللہ ان یکفر السنۃ التی قبلہ . ترجمہ: ہر مہینہ تین دن روزہ رکھنا اور ایک رمضان

کے بعد دوسرے رمضان کے روزے رکھنا، تمام عمر روزے رکھنے کے برابر اجر وثواب رکھتا ہے، اور یوم عرفہ کا روزہ رکھنے کی وجہ سے مجھے امید ہے کہ اللہ ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہ معاف فرمائے گا اور مجھے امید ہے کہ یوم عاشوراء کا روزہ رکھنے کی وجہ اللہ تعالی ایک سال پہلے کے گناہ معاف فرمادے گا۔(صحیح مسلم، کتاب الصیام، ج1، باب استحباب صیام ثلاثۃ ایام من کل شھر وصوم یوم عرفۃ وعاشوراء والاثنین والخمیس، ص368، حدیث نمبر:2803)

(4) صاحبان نصاب ایام قربانی میں لازمی طور پر قربانی کا اہتمام کریں۔

❁ استطاعت نہ رکھنے والوں کے لئے قربانی کے ثواب کی بشارت ❁

جو شخص قربانی کرنے کی استطاعت وگنجائش نہیں رکھتا اس کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے از راہ کرم یہ بشارت عطا فرمائی کہ وہ زائد بال نکالے، ناخن تراشے، مونچھ کترے اور زیر ناف بال صاف کرلے تو اسے کامل قربانی کا اجر وثواب حاصل ہوگا، چنانچہ سنن ابوداؤد شریف میں حدیث پاک ہے: عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال أمرت بیوم الأضحی عیدا جعلہ اللہ لھذہ الأمۃ قال الرجل أرایت ان لم أجد الامنیحۃ أنثی أفأضحی بھا قال لا ولکن تاخذ من شعرک وأظفارک وتقص شاربک وتحلق عانتک فتلک تمام أضحیتک عند اللہ. ترجمہ: سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے قربانی کے دن عید منانے کا حکم فرمایا گیا، اللہ تعالی نے اسے اس امت کے لئے عید قرار دیا، ایک صحابی نے عرض کیا:

میرے پاس قربانی کرنے کی استطاعت نہیں البتہ عاریۃً دی گئی ایک دودھ والی بکری ہے' تو کیا میں اس کی قربانی کردوں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نہیں، لیکن تم اپنے بال نکالو، ناخن تراشو، مونچھ کترو اور زیر ناف بال صاف کرو تو یہی اللہ تعالی کے نزدیک تمہاری مکمل قربانی ہے۔(سنن ابوداؤد شریف ج2، کتاب الضحایا، باب فی ایجاب الاضاحی، ص385، حدیث نمبر: 2791)

اسلام اور حقیقت قربانی

اسلام کے معنی اطاعت وفرمانبرداری، تسلیم وخودسپردگی کے ہیں جو خودرائی، خودبینی، خودسری اور سرکشی کے برعکس ہے، اسلام کے تمام احکام میں یہی معنی نمایاں وظاہر ہے کہ بندہ اپنے نفس اور شیطان کی مخالفت کرے اور اللہ تعالی کی اطاعت وفرمانبرداری میں ہمہ تن مشغول ہوجائے، اپنی خواہش ومرضی کو چھوڑ کر خدائے ذوالجلال کی رضا وخوشنودی حاصل کرنے میں محو اور مصروف ہوجائے، اپنی رائے اور ارادہ کو مشیت خداوندی کے آگے قربان کردے، خودسری کو ترک کر کے خودسپردگی کا شیوہ اختیار کرلے، خودبینی کو خیرباد کہہ کر حکم یزدانی کی تعمیل کو اپنا شعار بنالے، قربانی کا معنی ومفہوم اور حقیقت قربانی یہی ہے۔

جب تک بندہ اپنی طاقت وقوت، فکر وخیال، جسم وجان، مال ودولت، لمحات وساعات اپنا سب کچھ راہ خدا میں صرف کرنے کا پختہ ارادہ نہ کرے اور ان چیزوں کے ذریعہ تقرب الہی حاصل کرنے کا عزم بالجزم نہ کرے حقیقی مسلمان نہیں قرار پاتا، اور وہ شخص ایمان کی لذت وحلاوت سے ناآشنا ہے جو سرکشی کا خوگر ہو اور اپنے اندر اطاعت شعاری وفرمانبرداری کا جذبہ نہ رکھتا ہو۔

حضرت ابراہیم واسمعیل علیہما السلام کی قربانی

برگزیدہ ومقدس انبیاء، باعظمت وجاں نثار صحابہ، پاکباز وطہارت شعار اہلبیت اور سلف صالحین وبزرگان دین کی زندگیاں اسی حقیقت قربانی سے عبارت ہیں، ان کی

زندگی کے شب وروز' ماہ وسال قربانیوں اور جانفشانیوں کی گواہی دے رہے ہیں، یہ قربانی ہی تھی کہ حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے پدری محبت اور مشفقانہ طبیعت کے باوجود حکم خداوندی کے پیش نظر اپنی اہلیہ محترمہ حضرت ہاجر علیہا السلام اور اپنے شہزادہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بے آب وگیاہ ریگ زار میں چھوڑ دیا جہاں نہ کوئی فرد بشر تھا اور نہ ہی چرند وپرند۔

جب حضرت اسمعیل علیہ السلام تیرہ برس کی عمر کو پہنچے تو اللہ تعالی کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے پدرانہ محبت کو قربان کردیا، اور اپنے فرزند دلبند کے حلقوم پر چھری چلانے کے لئے مستعد ہوگئے، حضرت اسماعیل علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے بھی کمال شوق وذوق سے اپنی گردن جھکادی، اور اپنی جان جان آفریں کی خاطر قربان کرنے کیلئے تیار ہوگئے۔ یہ قربانی ہی تو ہے کہ جب نمرود نے شعلہ بار، دہکتی آگ تیار کی اور حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کو آگ میں ڈالنا چاہا تو دہکتے ہوئے انگارے اور ہلاکت خیز سوزش آپ کو رضاء الہی کے خلاف تصور کرنے پر آمادہ نہ کرسکی اور آپ نارِ نمرود میں اُترنے کے لئے تیار ہوگئے۔

صحابہ کرام واہل بیت عظام اور قربانی

یہ قربانی ہی تھی کہ صحابہ کرام واہل بیت عظام علیہم الرضوان نے مکہ مکرمہ میں دولت وثروت، سیم وزر چھوڑ کر، قرابتدار اور رشتہ دار، آبائی وطن اور سارے تعلقات ترک کرکے مدینہ طیبہ ہجرت کی، بدر وحنین اور دیگر معرکوں میں تیروں کی برسات اور تلواروں کے سایہ میں رات ودن بسر کئے، یہ قربانی ہی تھی کہ خلفاء راشدین نے اپنی اپنی خلافت کے زمانہ میں جان عزیز بارگاہ الہی میں پیش کردی، یہ قربانی ہی تھی کہ جگر گوشۂ رسول صلی اللہ علیہ

وسلم امام حسن وامام حسین رضی اللہ عنہما نے اور اہل بیت نبوت کے ایک ایک فرد نے اپنی جانوں کو خداوند کریم کے سپرد کردیا،اسی طرح قرون اولیٰ سے اس صدی تک دیکھیں تو تاریخ اسلام کا ایک ایک صفحہ اعلام امت وبزرگان دین کی قربانیوں سے رنگین نظر آئے گا۔

احکام اسلام،عبادات ومعاملات، میں قربانی کا مفہوم نظر آتا ہے،نماز،روزہ، زکوٰۃ،حج میں بندہ اپنی رائے کو چھوڑ کر اللہ تعالی کے حکم پر عمل پیرا ہوتا ہے' نکاح وطلاق، تجارت وکاروبار میں اپنی خواہشات کو ترک کرتا ہے اور یہ تمام معاملات، اوامر الٰہیہ کے مطابق سرانجام دیتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اطاعت گزاری وفرمانبرداری اور مسلمانی وقربانی کے درمیان گہرا ربط ہے۔احکام اسلام میں مفہوم قربانی پائے جانے کے باوجود اللہ تعالی نے سال میں ایک مرتبہ ایک جاندار کو باضابطہ ذبح کرنے کا حکم فرمایا تا کہ احکام کے پردہ سے ظاہر ہونے والا معنی اور تعلیمات اسلامیہ کی غرض کو حواس ظاہرہ کے ذریعہ بھی محسوس کیا جاسکے اور اہل اسلام میں جہاں قربانی کا جذبہ ناقص ہورہا ہے وہ پھر سے اپنی حرارت وسوزش کے ساتھ ابھرے اور جہاں جذبۂ قربانی کامل ہے وہ مزید کمال کے مراتب حاصل کرے اور عروج کے زینے چڑھتا جائے۔

قربانی' تقرب الٰہی کا ذریعہ

قربانی کے معنی تقرب حاصل کرنے کے ہیں، ہر وہ چیز جس سے ایک بندۂ مؤمن اللہ تعالی کا تقرب حاصل کرتا ہے،قربانی کے مفہوم میں شامل ہے۔

انسان اپنے اوقات ولمحات کو، اپنی تمام صلاحیتوں کو، اپنے مال واسباب کو حتی کہ اپنی جان عزیز کو اللہ تعالی کی خوشنودی کے لئے قربان کردے تب بھی حق بندگی ادا نہیں ہوسکتا،

اللہ تعالی کے نیک بندوں کی مبارک زندگیوں سے ہمیں یہی درس وپیغام ملتا ہے،بطور خاص حضرت سیدنا ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی مقدس حیات کے تمام گوشے اسی عظیم قربانی کی بے مثال تجلیات سے معمور ہیں۔

اللہ تعالی کی بارگاہ میں قربانی کرنا محبوب ومطلوب ہے'اس کے بغیر بندہ صالحیت ونیکوکاری حاصل نہیں کرسکتا۔اللہ تعالی کا ارشاد ہے: لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ . ترجمہ:تم نیکی کو نہیں پاسکتے یہاں تک کہ اس چیز سے خرچ کرو جس سے تم محبت کرتے ہو۔(سورۃ ال عمران۔92) اللہ تعالی نے سورۃ الکوثر میں قربانی کرنے کا حکم فرمایا،ارشاد فرمایا:فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ترجمہ:تو آپ اپنے رب کے لئے نماز پڑھئے اور قربانی کیجئے۔(سورۃ الکوثر۔2)

قربانی کا مفہوم اور اس کا مقصود اطاعت وبندگی ہے،قربانی کے جانور کا گوشت پوست' خون وغیرہ بارگاہ یزدی میں نہیں پہنچتا' بلکہ اللہ تعالی بندہ کی پرہیزگاری اور اس کا اخلاص دیکھتا ہے،ارشاد الٰہی ہے:لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ . ترجمہ:قربانی کا نہ گوشت اللہ تعالی کو پہنچتا ہے اور نہ خون لیکن تمہارا تقوی اس کی بارگاہ میں باریاب ہوتا ہے۔(سورۃ الحج۔37)

قربانی کے فضائل

قربانی کے متعدد فضائل اور اسکے اجر وثواب کی بابت متعدد احادیث شریفہ وارد ہیں،عیدالاضحیٰ کے دن اللہ تعالی کے پاس محبوب ترین عمل قربانی کرنا ہے' جانور کا خون پہلے مقام قبولیت میں پہنچتا ہے' اُس کے بعد زمین پر گرتا ہے،لہذا قربانی کا عمل بطیب خاطر اور نہایت خوشدلی کے ساتھ کرنا چاہئے۔جامع ترمذی شریف میں حدیث پاک ہے:عـــن

عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ماعمل ادمی من عمل يوم النحر أحب الى الله من اهراق الدم انه لياتی يوم القيامة بقرونها وأشعارها وأظلافها وان الدم ليقع من الله بمكان قبل أن يقع من الارض فطيبوا بها نفسا. ترجمہ: سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: آدمی قربانی کے دن کوئی عمل نہیں کرتا جواللہ تعالی کے پاس خون بہانے سے زیادہ پسندیدہ ہو، یقیناً وہ قیامت کے دن اپنے سینگ، بال اور کھروں کے ساتھ آئے گا۔اورقربانی کا خون' زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالی کی بارگاہ میں قبولیت حاصل کرلیتا ہے' توتم خوش دلی کے ساتھ قربانی کیا کرو۔(جامع ترمذی شریف ج1،ابواب الاضاحی، باب ماجاء فی فضل الاضحیۃ،ص275 ،حدیث نمبر:1572)

جانور کے ہر بال کے بدلہ ایک عظیم نیکی

قربانی کے اجروثواب سے متعلق سنن ابن ماجہ میں حدیث پاک ہے:عن زيد بن أرقم قال قال أصحاب رسول الله صلى عليه وسلم يا رسول الله ماهذه الأضاحى؟ قال: سنة أبيكم ابراهيم عليه السلام. قالوا: فما لنا فيها يا رسول الله ؟ قال: بكل شعرة حسنة . قالوا: فالصوف يا رسول الله؟ قال: بكل شعرة من الصوف حسنة ۔ترجمہ: سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ قربانیاں کیا ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: تمہارے والد ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے، صحابہ کرام نے عرض کیا: تو اس میں ہمارے لئے کیا ہے؟ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: چھوٹے سے بال کے بدلہ ایک عظیم نیکی ہے، صحابہ عرض

گزار ہوئے: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! پھر اون کے بارے میں کیا حکم ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: اون کے چھوٹے سے بال کے بدلہ ایک عظیم نیکی ہے۔(سنن ابن ماجہ، ج2 ابواب الاضاحی، باب ثواب الاضحیۃ،ص226، حدیث نمبر: 3247)

عیدالاضحیٰ کے روز اس مال سے افضل وبہتر کوئی مال نہیں جوقربانی کے لئے خرچ کیا جاتا ہے' جیسا کہ شعب الایمان میں حدیث پاک ہے:عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ماأنفقت الورق فی شئ أفضل من بحيرة ينحرها فی يوم عيد ۔ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: عید کے دن سب سے بہترین درہم وہ ہے جو ذبح کئے جانے والے جانور میں خرچ کیا جائے۔(شعب الایمان، ج5، باب فی القرابين والامانة ،ص482، حدیث نمبر:7084)

افضل قربانی کونسی ہے؟

قربانی کے جانوروں کی قیمتیں بڑھ جاتی ہیں تو بعض لوگ فکرمند ہوتے ہیں اوران پر قیمتوں کا اضافہ بڑا گراں گزرتا ہے لیکن اس کی وجہ سے تنگدل نہیں ہونا چاہئے بلکہ خوشدلی کے ساتھ قربانی کرنی چاہئے' اس سے متعلق کنز العمال میں حدیث پاک ہے:عن أبی الأسد السلمی عن أبيه عن جده قال كنت سابع سبعة مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فأمرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فجمع كل واحد منا درهما، فاشترينا أضحية بسبعة دراهم، فقلنا :يا رسول الله لقد أغلينا بها، فقال النبی صلى الله عليه وسلم :إن أفضل الضحايا عند الله أغلاها وأنفسها فأمر النبی صلى الله عليه وسلم رجلا

فأخذ بيد ورجلا بيد ورجلا برجل ورجلا برجل ورجلا بقرن ورجلا بقرن، وذبحها السابع وكبرنا علينا جميعا قال بقية فقلت لحماد بن زيد من السابع؟ قال لا أدرى فقلت رسول الله صلى الله عليه وسلم . "كر."

ترجمہ: حضرت ابواسد سلمی رضی اللہ عنہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے فرمایا: میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات افراد میں ایک تھا' حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم فرمایا تو ہم میں سے ہر ایک نے ایک ایک درہم جمع کر کے سات درہم کے بدلہ ایک جانور خریدا، پھر ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یقیناً ہم نے اسے گراں قیمت میں خریدا ہے، تو حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالی کے پاس افضل قربانی وہ ہے جو سب سے زیادہ گراں اور سب سے زیادہ عمدہ ہو۔ پھر حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں ایک صاحب کو حکم فرمایا تو انہوں نے جانور کا ایک ہاتھ پکڑا، دوسرے صاحب کو دوسرا ہاتھ پکڑنے کا حکم فرمایا، ایک اور صاحب کو ایک پیر پکڑنے اور دوسرے صاحب کو دوسرا پیر پکڑنے کا حکم فرمایا، ایک صاحب کو ایک سینگ اور دوسرے صاحب کو دوسری سینگ پکڑنے کا حکم فرمایا، اور ساتویں صاحب نے اسے ذبح فرمایا اور ہم سب نے تکبیر کہی۔ بقیہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے حضرت حماد بن زید رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: وہ ساتویں صاحب کون ہیں؟ انہوں نے کہا: میں نہیں جانتا۔ تو میں نے کہا: وہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (کنز العمال' کتاب الحج من قسم الأفعال' باب فی واجبات الحج ومندوباته' حدیث نمبر 12693)

قربانی اللہ تعالی کی خوشنودی کا ذریعہ

عید الاضحیٰ کے موقع پر قربانی سے رب تبارک وتعالی کی رضامندی وخوشنودی حاصل ہوتی ہے' چنانچہ شعب الایمان میں حدیث مبارک ہے: عن أبی هريرة عن النبی صلى الله عليه وسلم قال عجب ربكم من ذبحكم الضأن فی يوم عيدكم. ترجمہ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہاری اپنی عید کے دن دنبہ ذبح کرنے کے تمہارے عمل سے تمہارا پروردگار خوش ہوتا ہے۔ (شعب الایمان، ج5، باب فی القرابین و الأمانة ص482، حدیث نمبر:7085)

قربانی نہ کرنے پر وعید

اللہ تعالی نے گنجائش وفراخی رکھنے والوں کے ذمہ قربانی رکھی ہے' اور اس کے لئے اجر وثواب کی بشارتیں وارد ہوئی ہیں جیسا کہ ذکر کردہ احادیث شریفہ سے معلوم ہوا' اس کے برخلاف جو شخص گنجائش کے باوصف قربانی نہ کرے اس کے لئے سخت وعید وارد ہے، شعب الایمان میں حدیث مبارک ہے: عن أبی هريرة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من وجد سعة فلم يذبح فلا يقربن مصلانا۔ ترجمہ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے فراخی وکشادگی پائی اور قربانی نہ کی وہ ہرگز ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے۔

(شعب الایمان ج5، باب فی القرابین و الامانة ص481/482، حدیث نمبر:7083)

قربانی کے دن اور وقت

بہ نیت عبادت،10، 11، 12ذی الحجہ میں سے کسی دن ،شریعت کے مقرر کردہ جانوروں میں سے کوئی جانور ذبح کرنا ازروئے شرع قربانی کہلاتا ہے۔

اس سے متعلق کنز العمال میں حدیث پاک ہے:عن علی انه کا ن یقول ایام النحر ثلاثة وافضلهن اولهن. ابن ابی الدنیا. ترجمہ:حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں: قربانی کے دن تین ہیں اور ان میں افضل پہلا دن ہے۔ (کنزالعمال،کتاب الحج،باب فی واجبات الحج ومندوباته،حدیث نمبر12676)

مذکورہ حدیث پاک کی بنا پر فقہاء کرام نے فرمایا ہے کہ قربانی کے تین دن ہیں:10، 11، 12ذی الحجہ،قربانی کا وقت 10 ذی الحجہ نماز عیدالاضحیٰ کے بعد سے 12 ذی الحجہ کی غروب آفتاب تک ہے،اس کے بعد قربانی نہیں کی جاسکتی اور رات میں قربانی کرنا مکروہ ہے۔تنویر الابصار مع الدرالمختار میں ہے:(ذبح حیوان مخصوص بنیة القربة فی وقت مخصوص ......)(تنویرالابصار مع الدرالمختار،ج5،ص219)

صاحب قربانی اور شرعی احکام

جو مسلمان عاقل و بالغ ہو،نصاب کا مالک ہو،اور مسافر یا قرض دار نہ ہو اس پر قربانی واجب ہے، قربانی واجب ہونے کے لئے مال بڑھنے والا ہونا یا اس پر سال گزرنا شرط نہیں ہے البتہ زکوۃ واجب ہونے کے لئے مال کا بڑھنے والا ہونا اور اس پر سال گزرنا ضروری ہے۔

قربانی واجب ہونے کے لئے مالی استطاعت کا ذکر حدیث پاک میں وارد ہے:عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ مَنْ

كَانَ لَهُ سَعَةٌ وَلَمْ يُضَحِّ فَلاَ يَقْرَبَنَّ مُصَلاَّنَا. ترجمہ:سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کے پاس گنجائش ہو اور قربانی نہ کرے وہ ہرگز ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے۔ (سنن ابن ماجہ،ابواب الأضاحی، باب الأضاحی واجبة هی أم لا، ص 226 حدیث نمبر3242)

قربانی کے نصاب کی وضاحت

نصاب کے مالک ہونے کا مطلب یہ ہیکہ آدمی بنیادی ضرورتوں کے علاوہ 60 گرام 755 ملی گرام سونے یا425 گرام285 ملی گرام چاندی کا مالک ہو یا اس کے معادل نقد رقم یا اتنی قیمت والی چیزیں اس کی ملکیت میں ہوں۔رہائشی مکان،سواری،لباس ،گھر کا ضروری ساز وسامان بنیادی ضرورت میں داخل ہے۔

فقہاء کرام نے لباس کے بارے میں یہ تفصیل بیان کی کہ ایک شخص کیلئے تین عدد کپڑے حاجت اصلیہ میں شامل ہیں، ایک گھر میں پہننے کے لئے ،ایک کام کاج کے وقت پہننے کے لئے ،اور ایک جمعہ،عیدین اور دیگر مواقع پر پہننے کیلئے ،اس کے علاوہ آدمی کے پاس جتنے کپڑے ہیں، سب حاجت اصلیہ سے زائد ہیں، رہائشی مکان کے سلسلہ میں یہ صراحت کی گئی کہ ہر شخص کے لئے دو مکان؛ ایک موسم گرما اور ایک موسم سرما کی مناسبت سے ہوں، و نیز باورچی خانہ، حمام و بیت الخلاء حاجت اصلیہ میں داخل ہیں۔

جیسا کہ ردالمحتار ج5 کتاب الاضحیة ص219 میں ہے (قوله الیسار الخ)بان ملک مائتی درهم اوعرضا یساویها غیر مسکنه وثیاب اللبس اومتاع یحتاجه الی ان یذبح الاضحیة ......وصاحب الثیاب الاربعة

لوساوی الرابع نصابا غنی وثلاثة فلا لان احد ها للبذلة والأخر للمهنة والثالث للجمع والوفد والاعیاد.

فقہاء کرام کی اس وضاحت کے تحت دیکھا جائے کہ رہائشی مکان اور ضرورت کی اشیاء کے علاوہ جتنی چیزیں ہیں، اگر انکی قیمت 60 گرام 755 ملی گرام سونے یا 425 گرام 285 ملی گرام چاندی کے مماثل ہے تو قربانی واجب قرار پائے گی، جیسے ضرورت کی سواری کے علاوہ کوئی اور سواری، تین جوڑوں کے علاوہ کپڑوں کے مزید جوڑے اور ضرورت سے زائد دیگر چیزیں؛ ان سب کی قیمت اگر سونے یا چاندی کے مذکورہ نصاب تک پہنچتی ہے تو قربانی واجب ہے۔

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ گھر کے ذمہ دار پر قربانی واجب ہے، دوسروں کے لئے ضروری نہیں، اس کے بارے میں یہ ذہن نشین رہے کہ قربانی نماز، روزہ، زکوۃ کی طرح ایک مستقل عبادت ہے جو مذکورہ نصاب کے مطابق ہر صاحب استطاعت فرد پر واجب ہوتی ہے، خواہ وہ گھر کا ذمہ دار ہو یا نہ ہو، مرد ہو یا عورت ہو، اگر ایک گھر میں مثلاً پانچ افراد صاحب استطاعت ہوں تو ہر ایک پر علحدہ قربانی واجب ہوتی ہے۔

قرض دار کے لئے قربانی کا حکم

کسی شخص کے پاس مذکورہ نصاب کے بقدر مال ہے اور وہ مقروض بھی ہے؛ ایسی صورت میں یہ دیکھا جائے کہ اس کے مال سے قرض ادا کیا جائے تو اس کے پاس حاجت اصلیہ کے علاوہ نصاب کے بقدر مال یا سامان باقی رہتا ہے یا نہیں۔ اگر اسکے مال سے قرض کی منہائی کے بعد وہ نصاب کا مالک رہتا ہے تو اس پر قربانی واجب ہوگی۔

جس پر قربانی واجب ہے، اگر اس شخص کے پاس فی الحال نقد رقم نہ ہو تب بھی قرضہ

حسنہ لے کر یا پھر ضرورت سے زائد جو سامان ہے اُسے فروخت کرکے قربانی کرنی ہوگی۔

اگر قرض کی ادائیگی کے بعد وہ صاحب نصاب نہیں رہتا تو قربانی واجب نہیں۔

فتاوی عالمگیری ج5، کتاب الاضحیۃ، الباب الاول فی بیان من تجب علیہ ومن لاتجب، 292 میں ہے ولو کان علیه دین بحیث لو صرف فیه نقص نصابه لاتجب. ترجمہ: اگر کسی کے ذمہ اتنا قرض ہو کہ وہ قرض ادا کرنے کی صورت میں اس کا نصاب کم ہوجاتا ہے تو اس پر قربانی واجب نہیں۔

تاجرین پر قربانی

بعض کاروباری لوگ اس امید پر قرض لیتے ہیں کہ کاروبار میں نفع ہوجائے تو اس کی رقم سے قرض ادا ہوجائے گا، جب مقررہ مدت ختم ہوجاتی ہے، قرض کی ادائی کا موقع آتا ہے اور فضل الٰہی سے نفع حاصل ہوجاتا ہے تو قرض ادا کردیتے ہیں، ورنہ دوسرے شخص سے قرض حاصل کرکے سابقہ قرض ادا کرتے ہیں۔ اس طرح قرض لینے اور دینے کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اس کے باوجود ان کے پاس ضرورت کی چیزیں مہیا ہوتی ہیں؛ گاڑی استعمال کرتے ہیں؛ اہل وعیال کی ضرورتیں پوری کرتے ہیں اور تمام حوائج وضروریات کی تکمیل کرتے ہوئے بھی وہ مقروض ہی رہتے ہیں۔ ایسے کاروباری افراد کو قربانی کے سلسلہ میں مذکورہ وضاحت کے مطابق غور کرنا چاہئے کہ ان پر قربانی واجب ہے یا نہیں؛

اگر اُن کے پاس مذکورہ نصاب کے بقدر مال ہے اور ان کے ذمہ قرض اس قدر ہے کہ ان کے مال سے قرض ادا کیا جائے تو حاجت اصلیہ کے علاوہ نصاب کے بقدر مال یا سامان باقی نہیں رہتا تو اُن پر قربانی واجب نہیں، اگر ان کے مال سے قرض کی منہائی کے بعد وہ نصاب کے مالک رہتے ہیں تو ان پر قربانی واجب ہوگی۔

مالدار بچوں پر قربانی ؟

بعض نابالغ بچوں کے نام پر خطیر مقدار میں رقم ہوتی ہے کیا اس کی وجہ سے بچوں پر قربانی واجب ہوگی یا والدین کو بچہ کے مال سے اس کی جانب سے قربانی کرنی چاہیئے ؟ اس سے متعلق فقہاء کرام کے دو اقوال ہیں :

(1) کتب فقہ وفتاوی میں عمومی طور پر یہ صراحت ملتی ہے کہ نابالغ اگر مالدار ہوتو اس پر قربانی واجب ہے۔

(2) علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ نے ردالمحتار میں نابالغ پر قربانی واجب نہ ہونے کو راجح مفتی بہ قول قرار دیا ہے، اور شرعی اصول وضوابط اس کی تائید کرتے ہیں کہ عبادات واجب ہونے کی ایک شرط بلوغ ہے، جب تک بچہ نابالغ رہتا ہے شرعاً وہ مکلّف نہیں ہوتا' شریعت مطہرہ اسے کسی ذمہ داری کا پابند نہیں قرار دیتی۔ بنابریں نابالغ پر نماز' روزہ' زکوۃ اور حج کی طرح قربانی بھی واجب نہیں' مال چونکہ لڑکے کی ملکیت ہے، لہذا والدین کو روانہیں کہ وہ نابالغ لڑکے کی جانب سے قربانی کے لئے اس کا مال خرچ کریں۔

درمختار برحاشیہ ردالمحتار، ج5، کتاب الاضحیۃ، ص223 میں ہے: **ولیس للاب ان یفعله من مال طفله ورجحه ابن الشحنة قلت وهو المعتمد لمافی متن مواهب الرحمن من انه اصح مایفتی به.** ترجمہ: والد کیلئے روانہیں کہ وہ اپنے نابالغ لڑکے کے مال سے قربانی کرے، یہی قابل اعتماد اور مفتی بہ قول ہے۔

اسی طرح بچوں کی طرف سے والدین یا سرپرست حضرات کا اپنے مال سے قربانی کرنا شرعاً واجب نہیں' اگر والدین ان کی طرف سے قربانی کریں تو مستحب

ومستحسن ہے۔

ردالمحتار، کتاب الأضحیۃ ج5 ص222 میں ہے: **(قوله لا عن طفله) أي من مال الأب ط (قوله على الظاهر) قال في الخانية : في ظاهر الرواية أنه يستحب ولا يجب ، بخلاف صدقة الفطر .** ترجمہ: والد پر اپنی اولاد کی جانب سے قربانی کرنا واجب نہیں، ظاہر الروایہ میں ہیکہ اولاد کی جانب سے قربانی کرنا مستحب ہے، واجب نہیں، برخلاف صدقۂ فطر کے۔ (کہ وہ اولاد کی جانب سے والد پر واجب ہے اور فتوٰی اسی پر ہے)۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل بیت کرام کی جانب سے قربانی فرمانا

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اہل بیت کرام کی جانب سے قربانی فرماتے اور امت کے ان افراد کی جانب سے قربانی فرماتے جن کے پاس قربانی کرنے کی استطاعت نہیں جیسا کہ سنن ابن ماجہ شریف میں حدیث پاک ہے: **عن عائشة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نحر عن آل محمد صلى الله عليه وسلم في حجة الوداع بقرة واحدة.** ترجمہ: سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ایک گائے قربانی فرمائی۔ (سنن ابن ماجہ شریف، ابواب الاضاحی، باب عن کم تجزئ البدنۃ والبقرۃ، ص226، حدیث نمبر:3255)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا امت کی جانب سے قربانی فرمانا

سنن ابوداؤد شریف میں حدیث پاک ہے: **عن جابر بن عبد الله قال شهدت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم الأضحى في المصلى فلما**

قضی خطبته نزل من منبره وأتی بکبش فذبحه رسول الله صلی الله علیه وسلم بیده وقال بسم الله والله أکبر هذا عنی وعمن لم یضح من امتی. ترجمہ: سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا میں عید الاضحیٰ کے موقع پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید گاہ میں تھا، پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ سے فارغ ہوئے تو منبر سے تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک دنبہ پیش کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ واللہ أکبر، پڑھ کر اُسے اپنے دست مبارک سے ذبح فرمایا اور فرمایا: یہ میری جانب سے ہے اور میری امت میں سے ان افراد کی جانب سے ہے جنہوں نے قربانی نہیں کی۔(سنن ابوداؤد شریف، ج2 کتاب الضحایا، باب فی الشاۃ یضحی بھا عن جماعۃ، ص388، حدیث نمبر:2812)

❁ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں قربانی کا ہدیہ ❁

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا معمول تھا کہ آپ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے قربانی کیا کرتے، جیسا کہ جامع ترمذی شریف میں حدیث پاک ہے: عن حنش عن علی انه کان یضحی بکبشین أحدهما عن النبی صلی الله علیه وسلم والآخر عن نفسه فقیل له قال أمرنی به یعنی النبی صلی الله علیه وسلم فلا أدعه أبدا. ترجمہ: حضرت حنش رضی اللہ عنہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ دو دنبے ذبح فرماتے، ایک حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے اور دوسرا خود اپنی طرف سے، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا: مجھے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قربانی کا حکم فرمایا، لہذا

میں اس عمل کو کبھی ترک ہونے نہیں دوں گا۔(جامع ترمذی شریف، ج1، ابواب الاضاحی، باب فی الاضحیۃ بکبشین، ص275، حدیث نمبر:1574)

❁ آن لائن قربانی کا حکم ❁

بعض ویب سائٹس پر آن لائن (on line) قربانی کی سہولت فراہم کی جارہی ہے، کسی بھی ملک میں رہتے ہوئے انٹرنٹ کے ذریعہ اس سہولت سے استفادہ کیا جاسکتا ہے، قابل غور بات یہ ہے کہ آن لائن قربانی کی سہولت سے استفادہ کرتے ہوئے قربانی کا آرڈر دینے سے کیا قربانی ادا ہوجائے گی؟

شریعت اسلامیہ نے قربانی کے لئے دوسرے شخص کو وکیل بنانے کی اجازت دی ہے، آدمی بذات خود قربانی کرے یا کسی اور کو قربانی کرنے کیلئے وکیل بنائے، خواہ وہ فرد ہو یا ادارہ، دونوں صورتیں بھی جائز ہیں، آن لائن (on line) قربانی کی صورت، دراصل وکالۃً قربانی کے حکم میں ہے، اس سلسلہ میں چند باتیں ذہن نشین رہنی چاہئے:

(1) آن لائن قربانی کا طریقہ اُسی وقت اختیار کیا جاسکتا ہے جب کہ اس امر کا کامل اعتماد و وثوق حاصل ہو کہ ویب سائٹس کے ذمہ داران اسی جانور کی قربانی کرتے ہوں جس میں شریعت مطہرہ کی مطلوبہ تمام شرائط پائی جاتی ہوں۔

(2) لیکن ساتھ ہی یہ امر بھی لازم وضروری ہے کہ جہاں قربانی دی جارہی ہو وہاں کا لحاظ کرتے ہوئے قربانی کے مقررہ ایام 10، 11، 12 ذی الحجہ ہی میں دی جائے، اگر اس مقام پر یہ ایام گزر چکے ہوں تو قربانی جائز نہیں ہوگی، بلکہ جانور صدقہ کردینا ضروری ہوگا' جیسا کہ تفصیل آرہی ہے۔

(3) تاہم صاحبین اور امام حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہم کے قول کے پیش نظر

ہر دو مقام کی رعایت ملحوظ رکھتے ہوئے قربانی کی جائے، چنانچہ بر بناء احتیاط جس کی جانب سے قربانی دی جارہی ہے اور جہاں دی جارہی ہے ہر دو مقام پر جب ایام قربانی ہوں تب دی جائے تو بہتر ہے۔

اس سلسلہ میں دو فقہی جزیئے ذکر کئے جاتے ہیں:

(الف) اگر شہر میں موجود شخص نے ایسے دیہات والے شخص کو اس کی جانب سے قربانی کرنے کیلئے کہا جہاں جمعہ اور عیدین نہیں ہوتیں تو مقام قربانی کا اعتبار کرتے ہوئے طلوع فجر کے بعد قربانی کرنا شرعاً درست ہے اگر چہ صاحب قربانی کے شہر میں ہنوز نماز ادانہ کی گئی ہو، امام محمد وامام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہما نے یہی فرمایا، امام حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہیکہ صاحب قربانی کے مقام کا اعتبار کیا جائے۔

جیسا کہ فتاوی عالمگیری ج5، کتاب الاضحیۃ، الباب الرابع فیما یتعلق بالمکان والزمان، ص296 میں ہے: ولو ان رجلا من اهل السواد دخل المصر لصلوة الاضحى وامر اهله ان يضحوا عنه جاز ان يذبحوا عنه بعد طلوع الفجر قال محمد رحمه الله تعالى انظر فى هذا الى موضع الذبح دون المذبوح عنه كذا فى الظهيرية وعن الحسن بن زياد بخلا ف هذا والقول الاول اصح وبه ناخذ كذا فى الحاوى للفتاوى، ولو كان الرجل بالسواد واهله بالمصر لم تجز التضحية عنه الا بعد صلاة الامام وهكذا روى عن ابى يوسف رحمه الله تعالى.

(ب) اگر کوئی شخص کسی ایسے ملک میں مقیم ہو جہاں قربانی کا وقت شروع نہ ہوا ہو اور اس کی جانب سے قربانی ایسے ملک میں کی جارہی ہو جہاں قربانی کا وقت شروع

ہو چکا ہے یا قربانی دینے والے کے یہاں وقت شروع ہو چکا ہے اور جس ملک میں قربانی کی جارہی ہے وہاں ابھی وقت شروع نہ ہوا ہو تو صاحبین کے قول کے مطابق اسی مقام کا اعتبار رہے گا جہاں قربانی کی جارہی ہے اور امام حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق صاحب قربانی کے مقام کا اعتبار ہوگا۔

جیسا کہ فتاوی عالمگیری ج5، ص296 میں ہے: وروى عنهما ايضا ان الرجل اذا كان فى مصر واهله فى مصر اخر فكتب اليهم ليضحوا عنه، فانه يعتبر مكان التضحية، فينبغى ان يضحوا عنه بعد فراغ الامام من صلاته فى المصر الذى يضحى عنه فيه. ترجمہ: امام ابو یوسف وامام محمد رحمۃ اللہ علیہما سے مروی ہے کہ کوئی شخص ایک شہر میں ہو، اس کے اہل وعیال دوسرے شہر میں ہوں اور وہ اپنے رشتہ داروں کی جانب اپنی طرف سے قربانی کرنے کیلئے مکتوب ارسال کرے تو اس کی قربانی اسی وقت کی جاسکتی ہے جبکہ قربانی ادا کی جانے والے شہر میں نماز ادا ہو جائے۔

۞ امریکہ اور دیگر ممالک میں مقیم افراد کی ہندوستان میں قربانی ۞

امریکہ، کینیڈا اور اس کے قرب وجوار والے ممالک میں قیام پذیر ہندوستانی نژاد مسلمان ہندوستان میں قربانی کرتے ہیں، ہندوستان میں جب دسویں ذی الحجہ کو قربانی کا وقت شروع ہوتا ہے تو اس وقت ان ممالک میں شب عید ہوتی ہے، چونکہ ان کی قربانی ہندوستان میں ہورہی ہے لہذا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے بموجب دسویں ذی الحجہ کو ان کی قربانی درست ہے، امام حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق امریکہ میں وقت شروع ہونے بعد قربانی کی جائے۔

احوط وبہتر صورت یہ ہے کہ ایسے دن قربانی کی جائے کہ صاحب قربانی کے مقام پر اور قربانی کے مقام پر ہر دو جگہ ایام قربانی شروع ہو جائیں۔

۞ قربانی کے مقرر کردہ جانور ۞

قربانی کیلئے یہ جانور مخصوص ہیں: بکرا' بکری' مینڈھا' بھیڑ' بیل' گائے' کھلگا' بھینس' اونٹ' اونٹنی ان کے علاوہ دوسرے جانوروں کی قربانی صحیح نہیں۔فتاوی عالمگیری ، ج5،کتاب الاضحیۃ ، الباب الخامس فی بیان محل اقامۃ الواجب، ص297 میں ہے : (اما جنسه)فهو ان يكون من الاجناس الثلاثة الغنم اوالابل او البقرويدخل فى كل جنس نوعه والذكر والانثى منه والخصى والفحل لانطلاق اسم الجنس على ذلک والمعز نوع من الغنم والجاموس نوع من البقر.

۞ قربانی کیلئے جانوروں کی کم از کم عمر ۞

قربانی کیلئے کس جانور کی عمر کتنی ہونی چاہئے؟ اس سے متعلق صحیح مسلم شریف میں حدیث مبارک ہے:عن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لاتذبحوا الامسنة الاان يعسرعليكم فتذبحوا جذعة من الضان. ترجمہ:سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صرف مُسِنَّہ یعنی ایک سال کی بکری، دوسال کی گائے اور پانچ سال کا اونٹ ذبح کرو البتہ تمہیں دشوار ہو تو چھ ماہ کا دنبہ ذبح کرلو۔(صحیح مسلم شریف، ج2، کتاب الاضاحی، باب سن الاضحیۃ ،ص155 ،حدیث نمبر:1963)

اس حدیث شریف کی روشنی میں محدثین حضرات وفقہاء کرام نے بیان کیا کہ قربانی کیلئے بکرے کی کم از کم عمر ایک سال ، گائے کی دوسال او راونٹ کی پانچ سال

ہے،اس سے کم عمر والے جانور کی قربانی درست نہیں ، چھ ماہ کا دنبہ اگر اتنا موٹا اور فربہ ہو کہ ایک سال کے بکرے کے برابر دکھائی دیتا ہو تو اس کی قربانی درست ہے، ان جانوروں کی عمر مذکورہ عمر سے زیادہ ہو تو بدرجہ اولی جائز بلکہ افضل ہے ،بکرا ایک سال سے کم ، گائے دوسال سے کم اور اونٹ پانچ سال سے کم عمر ہو تو ان جانوروں کی قربانی درست نہیں۔

جیسا کہ فتاوی عالمگیری ج5 كتاب الأضحية الباب الخامس فى بيان محل اقامة الواجب، ص297 میں ہے:(واماسنه) فلا يجوزشئ مماذكرنا من الابل والبقروالغنم عن الاضحيةالا الثنى من كل جنس والاالجذع من الضان خاصة اذاكان عظيما واما معانى هذه الاسماء فقدذكر القدورى ان الفقهاء قالوا الجذع من الغنم ابن ستة اشهر والثنى ابن سنة والجذع من البقرابن سنة والثنى منه ابن سنتين والجذع من الابل ابن اربع سنين والثنى ابن خمس وتقدير هذه الاسنان بما قلنا يمنع النقصان ولايمنع الزيادة ......ولو ضحى باكثرمن ذلک شيًا يجوزويكون افضل.

۞ گائے اور اونٹ میں صرف سات افراد کی شرکت ۞

گائے اور اونٹ کی قربانی سات افراد کی جانب سے کرنا درست ہے جیسا کہ سنن ابوداؤد شریف میں حدیث پاک ہے:عن جابر بن عبد الله أن النبى صلى الله عليه وسلم قال البقرة عن سبعة والجزور عن سبعة. ترجمہ:سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: گائے سات افراد کی جانب سے ہے اور اونٹ سات اشخاص کی جانب سے ہے۔(سنن ابوداؤد شریف ج2، کتاب الضحایا، باب البقر والجزور عن کم تجزئ ص388، حدیث نمبر:2810)

بکرا، بکری، مینڈھا، بھیڑ میں سے ایک جانور ایک شخص کی جانب سے ہونا چاہئے اور
بیل، گائے، کھلگا، بھینس، اونٹ، اونٹنی میں سے ایک جانور سات اشخاص کی طرف سے دیا
جاسکتا ہے یعنی سات آدمی شریک ہوکر ایک بیل یا گائے یا اونٹ وغیرہ کی قربانی کریں تو درست
ہے۔ فتاوی عالمگیری ج5، کتاب الاضحیۃ، الباب الخامس فی بیان محل اقامۃ الواجب، ص
297 میں ہے: ''فلا تجوز الشاة والمعز الاعن واحد ولايجوز بعير واحد ولا بقرة
واحدة عن أكثر من سبعة ويجوز ذلك عن سبعة وأقل ذلك وهذا قول عامة
العلماء''۔

۞ بڑے جانور میں شرکت کے لئے ضروری ہدایت ۞

بڑے جانور میں شرکت کے لئے ضروری ہے کہ تمام شرکاء کی نیت قربانی کی ہو اور
ساتوں آدمی برابر قیمت کا ساتواں حصہ ادا کریں اور بہتر ہے کہ تمام شرکاء جانور کی خریدی
کے وقت شریک ہوں یا کوئی ایک شخص سات حصوں کی نیت سے خرید رہا ہے تو بھی درست
ہے، اگر کسی ایک نے بھی قربانی کی نیت نہیں کی بلکہ گوشت کھانے یا بیچنے کی نیت کی یا کسی
ایک نے بھی قیمت برابر نہیں ادا کی یا باہم گوشت برابر تقسیم نہیں کیا گیا تو پھر ساتوں میں سے
کسی کی بھی قربانی درست نہ ہوگی۔

فتاوی عالمگیری ج5، کتاب الاضحیۃ، الباب الثامن فیما یتعلق بالشرکۃ فی
الضحایا، ص204 میں ہے: يجب أن يعلم أن الشاة لا تجزئ الا عن واحد وان
كانت عظيمة والبقر والبعير يجزئ عن سبعة اذا كانوا يريدون به وجه الله
تعالى والتقدير بالسبع يمنع الزيادة ولايمنع النقصان كذا في الخلاصة لا
يشارك المضحى فيما يحتمل الشركة من لا يريد القربة رأسا فان

شارك لم يجز عن الاضحية.

اگر کوئی شخص تنہا قربانی دینے کے ارادہ سے گائے خریدے پھر بعد میں دوسروں کو
اس میں شریک کرلے تو سب کی طرف سے قربانی ادا ہوجائیگی مگر اسکا یہ عمل کراہت سے
خالی نہیں، ہاں خریداری کے وقت دوسروں کا حصہ شریک کرنے کی نیت ہو تو کراہت نہیں،
بشرطیکہ وہ مالدار ہو اور اس پر قربانی واجب ہو۔

جیسا کہ فتاوی عالمگیری ج5، کتاب الاضحیۃ، الباب الثامن فیما یتعلق بالشرکۃ
فی الضحایا، ص304 میں ہے: ولو اشترى بقرة يريد أن يضحى بها ثم أشرك
فيها ستة يكره ويجزيهم لانه بمنزلة سبع شياه حكما الاان يريد حين
اشتراها ان يشركهم فيها فلا يكره وان فعل ذلك قبل ان يشتريها كان
احسن وهذا اذا كان موسرا.

شرکت کی صورت میں سب شرکاء قربانی کا گوشت تول کر برابر تقسیم کرلیں، اندازہ
سے نہیں، ہاں اگر گوشت کے ساتھ سرے پائے وغیرہ بھی شامل ہوں تو اس صورت میں
اندازہ سے بھی حصے کرلئے جائیں تو حرج نہیں۔ درمختار میں ہے: ويقسم اللحم وزنا لا
جزافا إلا إذا ضم معه الأكارع أو الجلد) صرفا للجنس لخلاف جنسه.
(درمختار برحاشیۂ ردالمحتار، ج5، کتاب الاضحیۃ، ص223)

۞ بکری کی قربانی سے متعلق ایک وضاحت ۞

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بیت کرام اور اپنی امت کی طرف سے ایک
دنبہ ذبح فرمایا، اس سلسلہ میں مختلف روایتیں وارد ہیں، مستدرک علی الصحیحین میں
حدیث پاک ہے: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يضحى بالشاة

الواحدة عن جميع أهله. ترجمہ: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام اہل بیت کی جانب سے ایک بکری کی قربانی فرماتے۔ (مستدرک علی الصحیحین ' کتاب الاضاحی ' حدیث نمبر 7662)

اس روایت کی بناء پر شبہ ہوتا ہے کہ ایک بکری کی قربانی سات افراد کی طرف سے کرنا ' جائز ہے، لیکن بات ایسی نہیں ہے، ایک بکری ایک ہی شخص کی طرف سے ہوگی ' سات افراد کی جانب سے نہیں، کیونکہ مذکورہ روایت دراصل نفل قربانی سے متعلق ہے، اس کا مفہوم ومعنی یہ ہے کہ محض حصول ثواب کے لئے نفل قربانی دی جارہی ہو تو اس کے ثواب میں سات اشخاص یا اور زائد افراد بھی شامل کئے جاسکتے ہیں، جس روایت میں مذکور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کی جانب سے ایک دنبہ ذبح فرمایا اس کا مفہوم بیان کرتے ہوئے محشی سنن ابن ماجہ صاحب انجاح الحاجۃ نے لکھا: وتأويل حديث الباب انه صلى الله عليه و سلم أراد اشتراك جميع أمته في الثواب تفضلا منه على أمته. ترجمہ: تمام امت کی جانب سے ایک دنبہ ذبح فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت پر کرم فرماتے ہوئے تمام امت کو ثواب میں شریک فرمایا۔ (انجاح الحاجۃ شرح سنن ابن ماجہ، ص 226)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نفل قربانی ہو تو بکری میں ایک سے زائد بلکہ سات سے زائد جتنے افراد کو چاہیں شریک کرنا ' درست ہے، البتہ واجب قربانی کرنے کی صورت میں ایک بکری ایک ہی شخص کی طرف سے ہوگی ' ایک سے زیادہ کی جانب سے نہیں ' امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے رقم فرمایا: واجمعوا على ان الشاة لا يجوز الاشتراك فيها. ترجمہ: علماء نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ بکری کی قربانی میں شرکت درست نہیں۔

(شرح مسلم للنووی ' ج 1، کتاب الحج ' باب الاشتراک فی الهدی وإجزاء البقرة والبدنة كل منهما عن سبعة، ص 424)

نیز انجاح الحاجۃ حاشیۂ سنن ابن ماجہ ' ابواب الاضاحی ' ص 226 میں بھی اسی طرح کی عبارت مذکور ہے۔

واجب قربانی کے لئے بکری ایک سے زائد افراد کی جانب سے جائز نہیں، جیسا کہ سنن ابن ماجہ شریف میں مذکور، حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے: عن ابن عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم اتاه رجل فقال ان على بدنة وانا موسر بها ولا اجدها فاشتريها فامره النبي صلى الله عليه وسلم ان يبتاع سبع شياه فيذبحهن. ترجمہ: سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک صاحب حاضر ہوئے اور عرض کیا: (سات افراد کی طرف سے قربانی کرنے کے لئے) میرے ذمہ ایک اونٹ ہے، میں اس کی استطاعت رکھتا ہوں جب کہ مجھے خریدنے کے لئے اونٹ نہیں مل رہے ہیں؟ تو حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم فرمایا کہ وہ سات بکریاں خریدیں اور انہیں ذبح کریں۔ (سنن ابن ماجہ شریف، کتاب الاضاحی، باب کم یجزئ من الغنم عن البدنة، ص 226، حدیث نمبر: 3256)

اس روایت کو محدث دکن ابو الحسنات حضرت سید عبد اللہ شاہ نقشبندی مجددی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے زجاجۃ المصابیح ج 1، باب فی الاضحیۃ، ص 405/406 میں نقل فرمایا ہے۔

اگر بکری کی قربانی سات افراد کی جانب سے جائز ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم

یہ ارشاد فرماتے کہ سات افراد کی جانب سے قربانی کے لئے اونٹ نہیں مل رہا ہو تو ایک بکری خرید کر سات افراد کی جانب سے قربانی کے لئے ذبح کردو، لیکن حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بکری ذبح کرنے کا حکم نہیں فرمایا بلکہ سات بکریاں خرید کر ذبح کرنے کا حکم فرمایا۔

خصی بکرے کی قربانی

قربانی کے لئے ایسے جانور کا انتخاب کرنا چاہئے جس میں عیب ونقص نہ ہو، جانور صحیح وسالم اور فربہ ہو، جہاں تک خصی بکرے کی قربانی کا مسئلہ ہے تو چونکہ جانوروں کی خصی کرنا عیب نہیں ہے لہٰذا خصی جانور کی قربانی جائز ودرست ہے بلکہ قربانی کے لئے خصی جانور افضل ہے، سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خصی بکروں کی قربانی کی، جیسا کہ سنن ابن ماجہ شریف میں حدیث پاک ہے: **عن عائشة و عن ابی هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان اذا اراد ان يضحى اشترى كبشين عظيمين سمينين اقرنين املحين موجوأين فذبح احدهما عن امته لمن شهد لله بالتوحيد و شهد له بالبلاغ و ذبح الأخر عن محمد و عن ال محمد صلى الله عليه وسلم۔**

ترجمہ: سیدتنا عائشہ اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب قربانی کرنے کا ارادہ فرماتے تو دو بڑے، فربہ، سینگ والے، چتکبرے، خصی مینڈھے خریدتے' اُن میں سے ایک اپنی امت کی جانب سے ان لوگوں کے لئے ذبح فرماتے جنہوں نے اللہ کے لئے توحید کی گواہی دی اور آپ کے لئے تبلیغ رسالت کی گواہی دی اور دوسرا خود اپنی جانب سے اور اپنی اٰل کی جانب سے ذبح فرماتے۔ (سنن ابن ماجہ شریف، ابواب الاضاحی، باب اضاحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ص

225/226، حدیث نمبر:3113)

فتاوی عالمگیری ج5، کتاب الاضحیۃ، الباب الخامس فی بیان محل اقامۃ الواجب، ص299 میں ہے: **والخصى افضل من الفحل لانه اطيب لحما كذا فى المحيط.** نیز تبیین الحقائق ج6، کتاب الاضحیۃ ص479 میں ہے: **وعن ابى حنيفة هو اولى لان لحمه اطيب** ۔ ترجمہ: امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: خصی جانور کی قربانی افضل واولی ہے اس لئے کہ اس کا گوشت عمدہ ولذیذ ہوتا ہے۔

گائے کی قربانی افضل ہے یا بکرے کی؟

قربانی کے جانوروں میں اگر دو جانوروں کی قیمت اور اُن کے گوشت کی مقدار برابر ہو تو جس جانور کا گوشت اچھا ہو وہ افضل ہے، اگر گوشت کی مقدار مختلف ہو تو جس جانور کا گوشت زیادہ ہو وہ افضل ہے۔

قربانی کے لئے بکری اور گائے کا ساتواں حصہ دونوں' گوشت کی مقدار اور قیمت میں برابر ہوں تو بکری افضل ہے کیونکہ بکری کا گوشت زیادہ عمدہ ہوتا ہے، اگر گائے کے ساتویں حصہ میں بکری سے زیادہ گوشت ہو تو گائے کا ساتواں حصہ افضل ہے، اگر مینڈھا وبھیڑ یا دنبہ ودنبی قیمت میں برابر ہوں اور گوشت کی مقدار بھی یکساں ہو تو مینڈھا بھیڑ سے افضل ہے اور دنبہ دنبی سے افضل ہے، گائے بیل یا اونٹ اونٹنی برابر ہوں تو گائے بیل سے اور اونٹنی اونٹ سے افضل ہے۔

ردالمحتار کتاب الاضحیۃ، ج5، ص227 میں ہے: **(قوله إذا استويا إلخ) فإن كان سبع البقرة أكثر لحما فهو أفضل ، والأصل فى هذا إذا استويا فى اللحم والقيمة فأطيبهما لحما أفضل ، وإذا اختلفا فيهما فالفاضل أولى**

تتارخانية (قوله أفضل من النعجة) هي الأنثى من الضأن قاموس (قوله إذا استويا فيهما) فإن كانت النعجة أكثر قيمة أو لحما فهي أفضل ذخيرة ط (قوله والأنثى من المعز أفضل) مخالف لما في الخانية وغيرها ...... (قوله وفي الوهبانية إلخ) تقييد للإطلاق بالاستواء أي:أن الأنثى من الإبل والبقر أفضل إذا استويا:قال في التتارخانية لأن لحمها أطيب ا هـ وهو الموافق للأصل المار .

جانور کے بچہ کا حکم

قربانی کا جانور اگر بچہ جنم دے تو بچہ کو ذبح کیا جائے یا صدقہ کیا جائے؟ اس سلسلہ میں فقہاء کرام نے مالدار اور تنگدست کے لئے علٰحدہ علٰحدہ وضاحت کی ہے، اگر صاحب قربانی تنگدست ہوتو اُس کے لئے حکم شریعت یہ ہے کہ جانور کے بچہ کو لازمی طور پر ذبح کرے' مالدار کے لئے ایام قربانی میں ذبح کرنا ہی ضروری نہیں بلکہ اُسے اس بات کا اختیار ہے کہ ذبح کرے یا زندہ صدقہ کردے، اگر وہ بچہ کو ذبح نہیں کیا اور نہ صدقہ کیا یہاں تک کہ ایام قربانی گزر گئے تو اب صدقہ کرنا' واجب ہے، اُسے فروخت کیا ہوتو اس کے عوض حاصل ہونے والی قیمت صدقہ کردے۔

اگر اُسے ذبح نہیں کیا' فروخت بھی نہیں کیا اور نہ صدقہ کیا یہاں تک کہ ایک سال گزرا' پھر ایام قربانی آ گئے اور وہ قربانی کے قابل رہے تو ایسی صورت میں اُسے اِس سال کی قربانی کے لئے ذبح کرے تو جائز نہیں، اس سال کی قربانی کے لئے دوسرا جانور ذبح کرنا ہوگا، چونکہ اُسے زندہ صدقہ کرنا ضروری تھا، اس کے بجائے ذبح کردیا گیا' لہذا ذبیحہ کو صدقہ کردے اور ذبح کرنے کی وجہ سے جس قدر قیمت کم ہوا تنی رقم صدقہ کرے۔

فتاوی عالمگیری، ج5، کتاب الاضحية ، الباب السادس في بيان ما يستحب في الاضحية والانتفاع بها، ص301 میں ہے:في أضاحي الزعفراني فإن ولدت ولدا ذبحها وولدها معها ، من أصحابنا من قال : هذا في المعسر الذي وجب بإيجابه ، أما في الموسر فلا يلزمه ذبح الولد يوم الأضحى ، فإن ذبح الولد يوم الأضحى قبل الأم أو بعدها جاز ، ولو لم يذبحه وتصدق به حيا جاز في أيام الأضاحي ، وفي المنتقى لو تصدق بالولد حيا في أيام النحر فعليه أن يتصدق بقيمته ، وإن باع الولد في أيام الأضحى يتصدق بثمنه ، فإن لم يبعه ولم يذبحه حتى مضت أيام النحر فعليه أن يتصدق بالولد حيا. ...... وإن بقي الولد عنده حتى كبر وذبحه للعام القابل أضحية لا يجوز وعليه أخرى لعامه الذي ضحى ، ويتصدق به مذبوحا مع قيمة ما نقص بالذبح ، والفتوى على هذا كذا في فتاوى قاضي خان والله أعلم .

جن عیوب کی وجہ قربانی درست نہیں

قربانی کے ذریعہ بندہ اللہ تعالی کی بارگاہ میں قرب حاصل کرتا ہے لہذا قربانی کے لئے ایسے جانور کا انتخاب کرنا چاہئے جو فربہ، صحیح وسالم ہو، اندھا، لنگڑا، بیمار، کمزور نہ ہو۔

مندرجہ ذیل عیب والے جانوروں کی قربانی درست نہیں: اندھا، کانا، لنگڑا، بہت دبلا جو قربان گاہ تک نہ چل سکے، تہائی سے زیادہ کان یا دم یا سرین کٹا ہوا، تہائی سے زیادہ جس کی بینائی جاتی رہی ہو، بے دانت، اور وہ جانور جس کی سینگیں جڑ سے ٹوٹ گئی ہوں، البتہ ماں پیٹ سے جن کی سینگ نہ ہوں ان کی قربانی درست ہے۔

مسند امام احمد بن حنبل میں حدیث مبارک ہے:عن البراء بن عازب ان رسول الله صلى الله عليه وسلم سئل ماذا يتقى من الضحايا فقال اربع، وقال البراء ويدى اقصر من يد رسول الله صلى الله عليه وسلم العرجاء البين ظلعها والعوراء البين عورها والمريضة البين مرضها والعجفاء التي لاتنقى . ترجمہ: سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کن جانوروں کی قربانی نہیں کرنی چاہئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’چار‘‘ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اور میرا ہاتھ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے چھوٹا وکمتر ہے: (1) ایسا لنگڑا جانور جس کا لنگڑا ہونا ظاہر ہو، (2) کانا، جس کا کانا ہونا واضح ہو، (3) بیمار، جس کا مرض ظاہر ہو (4) ایسا کمزور ولاغر جس کی ہڈیوں میں گودنہ ہو۔ (مسند امام احمد بن حنبل، مسند البراء بن عازب ،حدیث نمبر: 19185)۔ نیز یہ روایت سنن کبری للبیھقی، کتاب الاضحیۃ، باب ماوردالنھی عن التضحیۃ (حدیث نمبر: 19567) میں بھی مذکور ہے۔

بے دانت جانور کی قربانی کا حکم

قربانی کا جانور اگر بالکلیہ طور پر بے دانت ہو یا اس کے اکثر دانت نہ ہوں تو ازروئے شریعت اس کی قربانی جائز نہیں اور اگر جانور کے اکثر دانت موجود ہوں، صرف چند دانت جا چکے ہوں تو اس کی قربانی درست ہے۔

درمختار برحاشیۂ ردالمحتار ،کتاب الاضحیۃ، ج 5،ص 228 میں ہے :(ولا بالهتماء) التى لا اسنان لها ، ويكفى بقاء الاكثر ، وقيل ما تعتلف به.

نیز ردالمحتار، کتاب الاضحیۃ، ج5،ص228 میں ہے:(قوله وقيل ما تعتلف

به) هو وما قبله روايتان حكاهما فى الهداية عن الثانى ، وجزم فى الخانية بالثانية وقال قبله: والتى لا اسنان لها وهى تعتلف او لا تعتلف لا تجوز .

جانور کی زبان کٹی ہو تو اسکا کیا حکم ہے؟

زبان کٹی ہوئی ہونا بکری میں عیب نہیں البتہ گائے میں اس کو عیب شمار کیا گیا ہے، فقہاء نے وجہ یہ بیان کی ہے کہ بکری دانتوں سے چارہ کھاتی ہے اس لئے اس کے حق میں زبان کا کٹا ہونا عیب نہیں، اس کے برخلاف گائے چونکہ زبان سے چارہ کھاتی ہے اس لئے یہ اس میں عیب شمار کیا گیا ہے، لہذا بکری کی زبان کٹی ہوئی ہو تو ازروئے شریعت قربانی درست ہے اور اگر گائے کی زبان کٹی ہوئی ہو تو یہ دیکھا جائے کہ کتنی زبان کٹی ہوئی ہے؛ اگر زبان کا ایک تہائی سے زائد حصہ کٹا ہوا ہو تو شرعاً اس کی قربانی درست نہیں، اگر اس سے کم کٹی ہو تو جائز ہے۔

ردالمحتار، کتاب الاضحیۃ، ج5،ص229 میں ہے:تجوز التضحية بالمجبوب العاجز عن الجماع ...... والتى لا لسان لها فى الغنم خلاصة:أى لا البقر لأنه يأخذ العلف باللسان والشاة بالسن كما فى القهستانى عن المنية وقيل إن انقطع من اللسان أكثر من الثلث لا يجوز أقول وهو الذى يظهر قياسا على الأذن والذنب بل أولى لأنه يقصد بالأكل وقد يخل قطعه بالعلف تأمل.

جانور کے پیر میں زخم آئے تو قربانی کا حکم

اگر کوئی جانور زخم کی وجہ یا کسی اور سبب سے تین پیر سے چلتا ہے، ایک پیر کا سہارا نہیں لیتا تو ایسے جانور کی قربانی درست نہیں، اگر اس پیر کے سہارے سے چل رہا ہے

تو قربانی درست ہے۔

جیسا کہ درمختار برحاشیۂ ردالمحتار ج5، کتــاب الاضحية، ص227 میں ہے:

(......لا)تـجـوزالتـضـحية بهـا(والـجـربـاء السـمينة ......)(والعرجاء التی لاتـمشی الی المسنک) اورردالمحتار ج،5 کتاب الاضحية، ص227 میں ہے:

(قـولـه والـعـرجـاء) ای التی لایمکنها المشی برجلها العرجاء انماتمشی بثلاث قـوائـم حتـی لـو كـانـت تـضـع الـرابـعة علی الارض وتستعين بها جازعناية.

خارش زدہ جانور کی قربانی کا حکم

اگر کسی جانور کو خارش کی بیماری لاحق ہوتو اس سلسلہ میں یہ دیکھا جائے کہ خارش' جانور کی کھال تک ہی محدود ہے یا بڑھ کر اس کے گوشت پر اثر انداز ہوچکی ہے' خارش اگر جانور کی کھال تک ہی محدود ہوتو ایسے جانور کی قربانی درست ہے کیونکہ کھال خارش زدہ ہونے سے گوشت متاثر نہیں ہوتا اور اگر خارش اس قدر ہو کہ جانور نحیف ولاغر ہو چکا ہے اور اس کی ہڈی میں مغز باقی نہ رہا تو سمجھا جائے گا کہ خارش گوشت پر بھی اثر انداز ہوچکی ہے اور گوشت تک خارش کا سرایت کرجانا جانور کے لئے عیب ہے، بنابریں ایسے جانور کی قربانی جائز نہیں۔

جیسا کہ درمختار برحاشیۂ ردالمحتار' کتاب الاضحیۃ ج5،ص 227 میں ہے:

(والجرباء السمينة) فلو مهزولة لم يجز لان الجرب فی اللحم نقص .

ردالمحتار کتاب الاضحیۃ ج5 ص227 میں ہے:(قـولـه فـلو مهزولة إلخ)

قـال فـی الـخـانية وتـجـوز بالثولاء والجرباء السمينتين ، فلو مهزولتين لا

تـنـقی لا يجوز إذا ذهب مخ عظمها ، فإن كانت مهزولة فيها بعض الشحم جـاز يـروی ذلک عن محمد اھ . قـولـه لا تـنـقی ماخوذ من النقی بكسر الـنـون وإسكان القاف :هو المخ :ای لا مـخ لهـا ، وهذا يكون من شدة الهزال فتنبه.

جانور خریدنے کے بعد کوئی عیب آجائے تو کیا کرنا چاہئے؟

اگر کوئی شخص قربانی کے لئے جانور خریدا، بعدازاں اس جانور میں کوئی ایسا عیب ونقص پیدا ہوگیا جس کے ہوتے ہوئے قربانی جائز نہیں ہوتی، تو اس سلسلہ میں شریعت اسلامیہ نے دوصورتیں بیان کی ہیں:

(1) قربانی دینے والے دولتمند اور صاحب استطاعت ہونی کی بناء واجب قربانی دے رہے ہوں تو انکو چاہئے کہ وہ اس عیب دار جانور کی قربانی نہ کریں بلکہ قربانی کے لئے دوسرا صحیح وسالم جانور خریدیں۔

(2) اس کے برخلاف اگر وہ صاحب استطاعت و مالدار نہ ہوں، صرف نفل قربانی کی نیت سے جانور خریدے ہوں تو چونکہ وہ جانور خریدنے کی وجہ سے قربانی کیلئے متعین ہوچکا ہوتا ہے، لہذا انکے لئے حکم شریعت یہ ہیکہ وہ اسی جانور کی قربانی کریں جسے انہوں نے قربانی کی نیت سے خریدا تھا' اگر چہ کہ خریدنے کے بعد اس میں کوئی عیب پیدا ہوگیا ہو۔

جیسا کہ درمختار برحاشیۂ ردالمحتار ج5، کتاب الاضحیۃ ص229 میں ہے:

(ولو اشتراها سليمة ثم تعيبت بعيب مانع)كمامر(فعليه اقامة غيرها مقامها ان)كـان(غـنـيـا وان)كـان (فقيرااجزاه ذلک). اورردالمحتار ج5 کتاب الاضحیۃ

ص 229 میں ہے: لانها انماتعينت بالشراء فی حقه حتی لواوجب اضحية علی نفسه بغيرعينها فاشتری صحيحة ثم تعيبت عنده فضحی بها لا يسقط عنه الواجب لوجوب الكاملة عليه كالموسر زيلعی.

ذبح کا طریقہ

ذبح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے جانور کو پانی پلاکر بائیں پہلو پر اس طرح لٹائے کہ جانور کا سر جنوب کی طرف اور منہ قبلہ کی جانب رہے پھر دائیں ہاتھ میں تیز چھری لے اور ''بسم الله و الله اکبر'' کہہ کر قوت وتیزی کے ساتھ گلے پر گانٹھی سے نیچے چھری چلائے، اس انداز پر کہ چاروں رگیں کٹ جائیں لیکن سر جدا نہ ہو، کاٹنا ختم ہوتے ہی جانور کو چھوڑ دے۔

ذبح میں ان چار رگوں کو کاٹنا ضروری ہے (1) نرخرا، جس سے سانس آتی جاتی ہے۔(2) مری، جس سے کھانا پانی پیٹ میں جاتا ہے۔(3/4) دونوں شہ رگیں، جن میں خون پھرتا ہے اور جو نرخرے اور مری کے دائیں بائیں ہوتی ہیں۔ردالمحتار ج5 ص 207 میں ہے:اذاقطع الحلقوم والمرئ والاكثر من كل ودجين يؤكل وما لا فلا اھ۔

قربانی کے جانور کو خود صاحب قربانی کا ذبح کرنا مستحب ہے، اگر خود اچھی طرح ذبح نہ کرسکتا ہو تو کسی اور سے ذبح کرائے ایسی صورت میں صاحب قربانی کے لئے بہتر ہے کہ ذبح کے وقت سامنے رہے۔جیسا کہ کنزالعمال میں حدیث پاک ہے:عن علی أن النبی صلی الله عليه وسلم قال لفاطمة :قومی يا فاطمة فاشهدی أضحيتک، أما إن لک بأول قطرة تقطر من دمها مغفرة كل ذنب أصبته، أما إنه يجاء بها

يوم القيامة بلحومها ودمائها سبعين ضعفا، ثم توضع فی ميزانک، قال أبو سعيد الخدری :أی رسول الله؛ أهذه لآل محمد خاصة فهم أهل لما خصوا به من خير؟ أم لآل محمد وللناس عامة؟ قال بل هی لآل محمد وللناس عامة.

ترجمہ: سیدنا علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہیکہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے ارشاد فرمایا: ائے فاطمہ اٹھو اور اپنی قربانی کے جانور کے پاس موجود رہو۔سنو! اس کے خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی صاحب قربانی کی تمام خطائیں جو اس نے کی ہیں معاف کردی جاتی ہیں، سنو! بروز قیامت قربانی کا جانور اپنے گوشت اور خون کی ستر (70) گنا شان کے ساتھ لایا جائے گا، پھر تمہارے میزان میں رکھا جائے گا' حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! کیا یہ شرف وفضیلت اہل بیت کرام کے لئے خاص ہے؟ وہ حضرات تو ہر اس خیر و بھلائی کے حقدار ہیں جو ان کے ساتھ خاص کردی جائے، یا یہ فضیلت اہل بیت کرام اور سارے لوگوں کے لئے عام ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا : بلکہ یہ آل محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لئے خاص اور تمام لوگوں کے لئے عام ہے۔(کنزالعمال' كتاب الحج من قسم الأفعال' باب فی واجبات الحج ومندوباته' حدیث نمبر 12671)

قربانی کی ماثور دعائیں

بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کر جانور ذبح کرے اور کوئی بھی ماثور دعا پڑھے۔

دعا سے متعلق معجم طبرانی میں حدیث پاک ہے:عن ابن عباس رضی الله تعالی عنه قال كان رسول الله صلی الله عليه وسلم يضحی بكبشين

أملحين يضع رجله على صفاحهما إذا أراد أن يذبح، ويقول: بسم الله منک ولک اللهم تقبل من محمد. ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفید وسیاہ رنگ والے دو دنبے ذبح فرماتے' جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ذبح کرنے کا ارادہ فرماتے تو اپنا قدم مبارک جانور کے پہلو پر رکھتے اور یہ دعا فرماتے ''بسم اللہ منک ولک اللھم تقبل من محمد'' اللہ کے نام سے' اے اللہ یہ تیری ہی عطا ہے اور تیری بارگاہ میں قربانی ہے اے اللہ! یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے ہے اسے قبول فرما۔ (المعجم الكبير للطبرانی' حدیث نمبر 11166)

مذکورہ بالا دعا کے آخر میں ''مِنْ مُحَمَّدٍ'' کے بجائے ''مِنِّیْ'' کہے۔

سنن ابوداود میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دعا منقول ہے: إِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِی فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ عَلٰی مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِنَّ صَلاتِی وَنُسُكِی وَمَحْيَایَ وَمَمَاتِی لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لاَ شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَأُمَّتِهِ بِاسْمِ اللَّهِ وَاللَّهُ أَكْبَرُ.

ترجمہ: بیشک میں نے ملت ابراہیم علیہ السلام پر قائم رہ کر تمام ادیان سے منہ موڑ کر اپنا رُخ یکسوئی سے اس ذات کی طرف پھیر لیا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو بے مثال پیدا فرمایا ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں' بیشک میری نماز' میرا حج' میری قربانی' میری زندگی اور میری موت اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں ساری مخلوق میں سب

سے پہلا مسلمان ہوں۔ اے اللہ یہ تیری ہی عطا ہے اور تیری بارگاہ میں قربانی ہے' اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے اور آپ کی امت جانب سے قبول فرما' اللہ کے نام سے' اللہ بہت بڑا ہے۔ (سنن ابوداود' کتاب الضحایا' باب مایستحب من الضحایا' حدیث نمبر 2797)

ذکر کردہ دعا کے آخر میں ''عَنْ مُحَمَّدٍ وَأُمَّتِهِ'' کے بجائے ''عَنِّیْ'' کہے۔

حاشیۃ السندی علی سنن ابن ماجہ میں قربانی کی یہ دعا مرقوم ہے: تَقَبَّلْ مِنِّی كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلِكَ ومُحَمَّدٍ نَبِيِّكَ. ترجمہ: اے اللہ! میری قربانی قبول فرما جس طرح تو نے اپنے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اپنے محبوب نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے قبول کیا۔ (حاشية السندی علی سنن ابن ماجه' أبواب إقامة الصلاة والسنة فيها' باب سجود القران)

نیز یہ دعا بھی پڑھی جاتی ہے: اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ هٰذِهِ الْاُضْحِيَةَ مِنِّیْ كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلِكَ وَمِنْ مُحَمَّدٍ نَبِيِّكَ وَحَبِيبِكَ عَلَيْهِمَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ. ترجمہ: اے اللہ! میری اس قربانی کو قبول فرما جس طرح تو نے اپنے خلیل حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام اور اپنے نبی وحبیب حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے قبول فرمایا۔

اگر صاحب قربانی کے علاوہ کوئی اور شخص ذبح کر رہا ہو تو مذکورہ دعاؤں میں ''تَقَبَّلْ مِنِّیْ'' میں مِنِّیْ کے بجائے ''مِنْ'' کہہ کر صاحب قربانی کا اور ان کے والد کا نام لے اور اس طرح کہے ''تَقَبَّلْ مِنْ فلان بن فلان''۔ اسی طرح ''عَنِّیْ'' کے بجائے ''عَنْ'' کہہ کر صاحب قربانی کا اور ان کے والد کا نام لے۔

﷽ ذبح کے وقت عیب پیدا ہوتو قربانی کا حکم

ذبح کے وقت جانور اچھلنے کی وجہ سے اگر اس کا پیر ٹوٹ جائے یا کوئی بھی عیب پیدا ہوجائے تو یہ عیب قربانی کے لئے ضرر رساں نہیں ہوتا۔ اگر بوقت ذبح اچھلنے کودنے کی وجہ سے جانور میں عیب آجائے ،اس کے بعد جانور ہاتھ سے چھوٹ جائے ، پھر اُسے فوری طور پر پکڑ لیا جائے' اس صورت میں بھی قربانی درست ہے۔

ردالمحتار کتاب الاضحیۃ ج5 ص229 میں ہے:(قوله ولا يضر تعييبها من اضطرابها إلخ) وكذا لو تعيبت فى هذه الحالة وانفلتت ثم اخذت من فورها ، وكذا بعد فورها عند محمد خلافا لابى يوسف لانه حصل بمقدمات الذبح زيلعى.

جانور کی کھال کب نکالی جائے؟

جانور کی کھال نکالنے کے سلسلہ میں یہ ہدایت دی گئی کہ جانور ذبح کرنے کے بعد اتنی دیر توقف اور انتظار کیا جائے کہ جانور کا جسم ٹھنڈا ہوجائے ،اعضاء کی حرکت مکمل طور پر ختم ہواور اس میں جان باقی نہ رہے، چنانچہ حدیث پاک وارد ہے:

عن مكحول رضى الله تعالى عنه قال : كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا ذبح لم ينخع ولم يبدا بسلخ حتى تبرد الشاة . ترجمہ: سیدنا مکحول رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ذبح فرماتے تو گردن علٰحدہ نہیں فرماتے اور نہ کھال نکالتے یہاں تک کہ جانور ٹھنڈا ہوجائے ۔ (مبسوط سرخسی ،ج11، کتاب الصید ،ص249) اس قدر انتظار کئے

بغیر چمڑا نکالنا مکروہ ہے جبکہ جانور کی جان نہ نکلی ہو۔

جیسا کہ فتاوی عالمگیری ج5 كتاب الاضحية الباب الخامس فى محل اقامة الواجب ، ص300 میں ہے: ويستحب ان يتربص بعد الذبح بقدر مايبرد ويسكن من جميع اعضاء ه وتزول الحياة من جميع جسده ويكره ان يضحى ويسلخ قبل ان يبرد هكذا فى البدائع .

جانور کے کونسے اعضاء کھانا درست نہیں

ذبیحہ سے ان چیزوں کا کھانا شرعاً ناجائز ہے: (1) بہتا خون، (2) شرم گاہ نر، (3) کپورے، (4) شرمگاہ مادہ، (5) غدود (جسم کے اندر کی گانٹھ)، (6) پھکنا (مثانہ)، (7) پتہ،، (8) حرام مغز۔

ردالمحتار ج5 ، كتاب الاضحية ، ص219 میں ہے: ما يحرم أكله من أجزاء الحيوان الماكول سبعة الدم المسفوح والذكروالانثيان والقبل والغدة والمثانة والمرارة بدائع.

نیز فتاوی عالمگیری میں ہے: كره من الشاة الحياء والخصية والغدة والمثانة والمرارة والدم المسفوح والذكر والنخاع الصلب كذا فى الكنز. (فتاوی عالمگیری' ج6 'كتاب الخنثى' مسائل شتى)

قربانی کا جانور ذبح کرنے سے پہلے اس سے نفع حاصل کرنا مثلاً اس کا دودھ دوہنا یا اس پر بوجھ لادنا یا سوار ہونا یا اس کو کرایہ پر دینا' مکروہ ہے۔

قربانی کے حمل کا حکم

قربانی کا جانور گابھن ہواور اس کی ولادت قریب ہوتو ایسے جانور کا ذبح کرنا مکروہ ہے، اگر ذبح کے بعد قربانی کے جانور سے زندہ بچہ نکلے تو اُسے ذبح کیا جائے جس طرح جانور کو ذبح کیا جاتا ہے، اگر اُسے ذبح نہ کیا جائے یہاں تک کہ قربانی کے دن گزرجائیں تو زندہ صدقہ کردیا جائے، ایام قربانی کے بعد بچہ چوری ہوجائے یا اُسے ذبح کرکے کھالیں تو ایسی صورت میں اُس کی قیمت صدقہ کرنا ازروئے شریعت واجب ہے۔

فتاوی عالمگیری، ج5، كتاب الاضحية ، الباب السادس فى بيان ما يستحب فى الاضحية والانتفاع بها ،ص302 میں ہے: اضحية خرج من بطنها ولد حى قال عامة العلماء : يفعل بالولد ما يفعل بالأم ، فإن لم يذبحه حتى مضت أيام النحر يتصدق به حيا ، فإن ضاع أو ذبحه وأكله يتصدق بقيمته.

اگر ایام قربانی میں قربانی نہ کی جائے

کسی شخص پر قربانی واجب ہونے کے باوجود ایام قربانی میں اس نے قربانی نہیں کی‘ قربانی کا جانور نہیں خریدا‘ اوراسی طرح ایام قربانی گزر گئے تو چونکہ یہ واجب قربانی ہے اس لئے اس کے ذمہ سے ساقط نہیں ہوگی بلکہ اس کے لئے قربانی کے جانور کی قیمت صدقہ کرنا ضروری ہے۔

اس سلسلہ میں درمختار برحاشیہ ردالمحتار ج5 ، كتاب الأضحية ص226 میں صراحت ہے:...... (و) تصدق (بقيمتها غنى شراها اولا) ...... فالمراد بالقيمة قيمة شاة تجزى فيها۔ ترجمہ: مالدار شخص نے قربانی نہیں کی اورایام قربانی گزر

گئے تو وہ قربانی میں دی جانے والی ایک بکری کی قیمت صدقہ کرے۔

لہٰذا جس نے اپنے مشاغل کی وجہ یا کسی اور سبب سے صاحب استطاعت ہونے کے باوجود قربانی نہیں کی وہ ایک جانور کی قیمت صدقہ کردیں اوراپنی شرعی ذمہ داری سے سبکدوش ہوجائیں۔

گوشت کے تین حصے

مستحب یہ ہے کہ قربانی کے گوشت کے تین حصے کئے جائیں: (1) ایک حصہ غرباء میں تقسیم کیا جائے، (2) ایک حصہ رشتہ داروں میں تقسیم کیا جائے، (3) ایک حصہ خود استعمال کریں۔ فتاوی عالمگیری میں ہے: والأفضل أن يتصدق بالثلث ويتخذ الثلث ضيافة لأقاربه وأصدقائه ، ويدخر الثلث . (فتاوی عالمگیری، ج5‘ کتاب الاضحیۃ‘ الباب الخامس فی بیان محل إقامۃ الواجب، ص300)

مرحومین کی جانب سے قربانی پر گوشت کی تقسیم!

لوگ اپنی جانب سے قربانی کرنے کے علاوہ مرحوم رشتہ دار‘ دادا‘ دادی‘ نانا‘ نانی کی طرف سے بھی قربانی کرتے ہیں۔ جن کے والدین کا انتقال ہوچکا ہے وہ اپنے والدین کی طرف سے قربانی کرنے کا اہتمام کرتے ہیں‘ مرحومین کے ایصال ثواب کی غرض سے قربانی کی جائے جب کہ انہوں نے قربانی کرنے کی وصیت نہیں کی تھی تو جس طرح اپنی قربانی کے تین حصے کرنے کا حکم ہے اسی طرح مرحومین کی طرف سے کی جانے والی قربانی کے بھی تین حصے کئے جائیں ایک حصہ خود کھائے‘ ایک قرابتداروں کو دے اور ایک فقراء میں تقسیم کردے۔ اسکا اجروثواب میت کیلئے ہوگا لیکن اس حصہ کا مالک وہ شخص ہوگا جس نے مرحومین کی جانب سے قربانی کی ہے۔

اگر مرحومین نے اپنی زندگی میں قربانی کرنے کی وصیت کی تھی تو ایسی صورت میں ان کی طرف سے قربانی کرنے والا خود اس حصہ میں سے نہیں کھا سکتا بلکہ یہ حصہ مکمل طور پر اس کو تقسیم کر دینا ضروری ہے۔ ردالمحتار ج5، 229 میں ہے۔ **من ضحی عن المیت یصنع کما یصنع فی اضحیۃ نفسہ من التصدق والاکل والاجر للمیت والملک للذابح قال الصدر والمختار انہ ان بامر المیت لایاکل والا یاکل.** ترجمہ: جس نے میت کی جانب سے قربانی کی وہ اسی طرح صدقہ کرے اور خود بھی کھائے جس طرح اپنی قربانی میں کرتا ہے البتہ ثواب میت کیلئے ہے اور ملکیت ذبح کرنے والے کی ہے۔ صدر شھید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: قول مختار یہ ہے کہ اگر میت کے حکم سے قربانی کیا ہو تو نہیں کھا سکتا' ورنہ کھا سکتا ہے۔

قربانی کا گوشت ذخیرہ کرنا

ابتداء میں تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت کھانا منع تھا لیکن بعد میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اجازت مرحمت فرمائی کہ قربانی کا گوشت تین دن کے بعد بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔

جیسا کہ صحیح بخاری شریف میں حدیث مبارک ہے: **عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الاَكْوَعِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم مَنْ ضَحَّى مِنْكُمْ فَلاَ يُصْبِحَنَّ بَعْدَ ثَالِثَةٍ وَفِي بَيْتِهِ مِنْهُ شَيْءٌ . فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ نَفْعَلُ كَمَا فَعَلْنَا الْعَامَ الْمَاضِي قَالَ كُلُوا وَاَطْعِمُوا وَادَّخِرُوا فَإِنَّ ذَلِكَ الْعَامَ كَانَ بِالنَّاسِ جَهْدٌ فَاَرَدْتُ اَنْ تُعِينُوا فِيهَا.**

ترجمہ: سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص قربانی کرے تو تیسرے دن اس کے گھر میں قربانی کا کچھ حصہ بھی بچا نہ رہے، جب دوسرے سال قربانی کا مرحلہ آیا تو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! کیا ہم اس سال بھی قربانی کا گوشت گزشتہ سال کی طرح استعمال کریں؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قربانی کا گوشت تم کھاؤ، دوسروں کو کھلاؤ اور ذخیرہ کرلو! کیونکہ گزشتہ سال لوگ مشقت میں تھے اسی لئے میں نے ارادہ کیا کہ تم ایام قربانی میں ان کی مدد کرو۔ (صحیح بخاری، ج2، **کتاب الاضاحی ، باب ما یؤکل من لحوم الاضاحی وما یتزود منھا**، ص835، حدیث نمبر:5569)

چرم قربانی کا مصرف

قربانی کا گوشت یا چرم قصاب کو بطور مزدوری دینا درست نہیں، اگر چرم قربانی کا تبادلہ ایسی چیز سے کیا جائے جو استعمال کرنے سے ختم ہوجاتی ہے تو ایسی چیز سے چرم کا تبادلہ کرکے وہ چیز استعمال کرنا شرعاً جائز نہیں جیسے رقم کے عوض چرم دینا' ظاہر ہے کہ رقم اسی وقت استعمال کی جاسکتی ہے جب وہ کسی کو دے کر اسکے عوض مطلوبہ چیز حاصل کی جائے۔ لہذا رقم کے عوض چرم کا تبادلہ (فروخت) کرکے رقم استعمال کرنا از روئے شرع درست نہیں۔

چرم کا تبادلہ رقم کے عوض کیا جائے تو اس کی رقم تنگدستوں اور ضرورتمندوں کو دینا ضروری ہے، اس صورت میں اس کا حکم وہی ہے جو صدقۂ فطر کا ہے یعنی مستحق حضرات کو اسکا مالک بنانا، بنابریں چرم کی رقم غریب ونادار بچوں اور ضرورتمند بیوہ خواتین کو دی جاسکتی ہے جب کہ وہ سادات نہ ہوں ونیز اقامتی دینی مدارس وجامعات کے مستحق طلبہ کو دینا' جائز ودرست ہے بلکہ بہتر ومستحب ہے اور دوہرے ثواب کا باعث ہے۔ ایک تو مستحق کو پہنچانے

کا ثواب‘ دوسرے دینی تعلیم میں تعاون اور علم دین کی نشرواشاعت کا ثواب۔

چونکہ مستحق حضرات کو اسکا مالک بنانا ضروری ہے اس لئے یہ جائز نہیں کہ چرم قربانی کو مساجد کی تعمیر میں، امام وموذن کی تنخواہوں میں، اساتذہ کے مشاہرے میں، دینی جلسوں کے انتظام کے لئے، مقررین وخطباء کے نذرانوں میں، فلاحی کاموں کی انجام دہی کیلئے اور مسلم نعشوں کی تجہیز وتکفین میں صرف کیا جائے‘ کیونکہ ان تمام صورتوں میں بلا کسی عوض کے کسی مستحق کو مالک بنائے جانے کا مفہوم نہیں پایا جارہا ہے، اس لئے یہ درست نہیں۔

چرم قربانی کو اپنی اصلی حالت پر باقی رکھتے ہوئے استعمال کیا جائے تو شریعت مطہرہ میں اسکی اجازت ہے جیسے اس سے مشکیزہ‘ جائے نماز‘ کوٹ‘ ٹوپی یا دسترخوان وغیرہ بنالے تو کوئی مضائقہ نہیں اسی طرح چرم قربانی کے بدلہ دیگر کوئی ایسی چیز لینا درست ہے جو استعمال کرنے پر بھی جوں کی توں باقی رہتی ہو جیسے کتاب وغیرہ۔ چرم قربانی کسی کام کے عوض نہیں دی جاسکتی لہذا قصاب کی مزدوری میں چرم دینا شرعاً جائز نہیں۔

درمختار برحاشیہ ردالمحتار ج5، کتاب الاضحیۃ، 231 میں ہے:(ویتصدق بجلدها اویعمل منه غربال وجراب) وقربة وسفرة ودلو (اویبدله بما ینتفع به باقیا) کمامر (لابمستهلك) کدراهم (فان بیع اللحم اوالجلدبه) ای بمستهلك (اوبدراهم تصدق بثمنه ......ولایعطی اجر الجزار منها) لانه کبیع. ترجمہ: چرم قربانی کو صدقہ کیا جائے یا اس سے چھلنی‘ تھیلی‘ مشکیزہ‘ دسترخوان اور ڈول جیسی چیزیں بنالی جائے‘ یا اسکو ایسی چیز سے تبدیل کیا جائے جو باقی رہتی ہو‘ استعمال کی وجہ سے ختم ہونے والی چیزوں سے تبدیل کرنا جائز نہیں جیسے دراہم‘ اگر گوشت یا چرم رقم کے عوض فروخت کیا ہے تو اس کی قیمت خیرات کردے۔

بالعموم چرم قربانی کو فروخت کیا جاتا ہے اور فروخت کرنے کی صورت میں اس کی رقم واجب التصدق ہوجاتی ہے اس لئے وہ مستحق افراد کو دینا ضروری ہے، اگر چرم قربانی کی رقم اس کے صحیح مصرف میں نہیں پہنچائی جائے تو قربانی متاثر ہوجاتی ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالی سے دعا ہے کہ ہمیں اور تمام اہل اسلام کو اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ قربانی کرنے کی توفیق عطا فرمائے‘ اور قربانیوں کو قبول فرمائے۔ آمین بجاه طه و یس صلی الله تعالی وبارك وسلم علیه واله وصحبه اجمعین والحمد لله رب العالمین سبحان الله وبحمده سبحان الله العظیم

تعارف ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر

زبدۃ المحدثین عارف باللہ حضرت مولانا ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ نقشبندی مجددی قادری محدث دکن رحمۃ اللہ علیہ کے اسم گرامی سے موسوم ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر 18 ذی الحجہ 1428ھ م 29 ڈسمبر 2007ء بروز ہفتہ مولانا مفتی سید ضیاء الدین نقشبندی قادری دامت برکاتہم العالیہ نائب شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ نے قائم فرمایا، الحمدللہ ریسرچ سنٹر حضرت ابوالخیر سید رحمت اللہ شاہ نقشبندی مجددی قادری دامت برکاتہم العالیہ جانشین حضرت محدث دکن علیہ الرحمۃ اور مفکر اسلام مفتی خلیل احمد دامت برکاتہم العالیہ شیخ الجامعہ جامعہ نظامیہ کی زیر سرپرستی سرگرم عمل ہے، مشیر اعلی شیخ الحفاظ ڈاکٹر حافظ شیخ احمد محی الدین شرفی دامت برکاتہم العالیہ اور جنرل سکریٹری محترم محمد معین الدین نقشبندی صاحب ہیں۔

ریسرچ سنٹر کے زیر اہتمام اسلامی کتب کی طباعت اور سلگتے موضوعات پر خطابات کے سی ڈیز کی اشاعت کا سلسلہ جاری ہے، عصر حاضر کے تقاضوں کے پیش نظر ریسرچ سنٹر نے اسلامی ویب سائٹ www.ziaislamic.com بزبان اردو وانگریزی لانچ کی ہے جو درج ذیل اہم امور پر مشتمل ہے: ★ عقائد' عبادات' معاملات' معاشرت واخلاق کے متعلق کتاب وسنت کی روشنی میں مدلل فتاوی ★ تذکرہ اہل بیت اطہار وصحابہ کرام ★ ائمہ دین وصالحین امت کی حیات عقائد وتعلیمات ★ فکری واعتقادی اور اصلاحی عنوانات پر تحقیقی کتب ★ فقہی موضوعات پر فکر انگیز علمی مقالات ★ دور حاضر کے سلگتے مسائل پر علمی مضامین ★ عصری وسائنسی مسائل کا شرعی حل ★ پرمغز مواد سے مزین اصلاحی وتربیتی ویڈیو، آڈیو خطابات وغیرہ ★ ایک مستقل حصہ دبستان حضرت محدث دکن کے نام سے مختص ہے جس میں حضرت محدث دکن علیہ الرحمہ کی گرانقدر تصنیفات وتالیفات، ملفوظات عالیہ اور آپ کے آڈیو مواعظ جلیلہ شامل ہیں ونیز آپ کے جانشین اول عارف باللہ حضرت ابوالبرکات سید خلیل اللہ شاہ نقشبندی مجددی قادری علیہ الرحمہ کا آڈیو وعظ

مبارک، شہزادہ ابوالبرکات حضرت ابوالخیرات سید انوار اللہ شاہ نقشبندی مجددی قادری علیہ الرحمہ کے اور موجودہ جانشین حضرت محدث دکن حضرت ابوالخیر سید رحمت اللہ شاہ نقشبندی مجددی قادری دامت برکاتہم العالیہ کے آڈیو بیانات شریفہ ونیز حضرت صدر الشیوخ علیہ الرحمۃ وحضرت شیخ الجامعہ جامعہ نظامیہ کے بیانات بھی موجود ہیں۔ محدث دکن سمینار میں پیش کئے گئے مقالات بھی دستیاب ہیں۔ حضرت شیخ الاسلام بانی جامعہ نظامیہ علیہ الرحمہ کی تصنیفات وتالیفات اور آپ کی شخصیت حیات وخدمات عقائد وتعلیمات سے متعلق مضامین اور علماء جامعہ نظامیہ کی تصنیفات ونگارشات کے لئے ایک مستقل پیج بنام " گلستان حضرت شیخ الاسلام" بنایا گیا۔ ★ ماہ رمضان المبارک کے موقع پر ایک خصوصی صفحہ بنام رمضان اسپیشل لانچ کیا جاتا ہے جو فضائل رمضان سے متعلق احادیث شریفہ روزہ کے مسائل تراویح کے مسائل اعتکاف کے مسائل شب قدر، فضائل، احکام اور دعائیں نماز عید کے مسائل واحکام اور صدقۂ فطر کے احکام پر مشتمل ہوتا ہے۔ ★ حج کے موقع پر حج وعمرہ اور زیارت طیبہ کے مسائل واحکام فضائل وآداب، فتاوی ومضامین پر مشتمل ایک خصوصی صفحہ بنام حج اسپیشل لانچ کیا جاتا ہے۔ ★ خواتین کے لئے مسائل واحکام سے واقفیت اوران کی دینی رہنمائی کے حوالہ سے ایک سیکشن "انجمن خواتین" نام سے مختص کیا گیا۔

بفضلہ تعالی اس ویب سائٹ سے برصغیر کے علاوہ سعودی عربیہ' UAE' قطر' عمان' ایران' امریکہ' آسٹریلیا' اسپین' برازل' تھائی لینڈ' نیوزی لینڈ' آئرلینڈ' نیدرلینڈ' کینڈا' کویت' اٹلی' بنگلہ دیش' UK' اریا' جاپان' سویڈن' ملیشیا' ماریشس' رشیا' ڈومینیکن ری پبلک' ساؤتھ آفریقہ' موروکو' مولدووا' جرمنی' برمودا' سیشل' چیک ری پبلک' چین' فرانس' لبنان' فن لینڈ' ارجنٹینا' سیریا' کولمبیا' سلوؤک' ڈنمارک' ناروے' گریس' اسرائیل' ترکی' موزمبیک' بلجیم' سن مارینو' ہنگیری اور دنیا کے مختلف ممالک سے روزانہ ہزاروں افراد استفادہ کررہے ہیں اس ویب سائٹ پر بحمدہ تعالی جنوری 2010ء سے اکٹوبر 2010ء تک 41,88,119 افراد نے ویزٹ کیا ہے۔